عطیہ منجانب
مولانا بشارت احمد بشیر صاحب
مجاہد افریقہ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے | لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

سہ ماہی

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

قادیان دارالامان

ضیاء الاسلام پریس

جلد ۱۴ | بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء | مطابق ربیع الاول سنہ ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۱

چندہ سالانہ | عام ۴ طلباء سے ۲

Digitized by Khilafat Library

فہرست مضامین

الوہیت مسیح ۱-۲۴
کامل مذہب ۲۵-۳۵
سالانہ جلسہ پر ایک بشارت ۳۶-۳۸
ریویو ۳۸
گوشوارہ ۳۹-۴۰

اشتہار

قاعدہ یسرنا القرآن کی طرز پر سپارہ اوّل۔ دوئم اور سوئم تیار ہیں جس سے بچّوں کو پڑھنے میں بہت سہولت ہوتی ہے۔ اور جو دقتیں بچّوں کو موجودہ طرز کے قرآن مجید پڑھنے میں پیش آتی ہیں۔ جو عام طور پر بازاروں میں ملتے ہیں۔ وہ ان میں نہیں۔ حروف جدا جدا اور اعراب اپنے اپنے محل پر ہیں۔ جسے بچّے نہایت آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ قیمت قاعدہ حصہ اوّل ۔ر مکمل قاعدہ ۲ر اور قیمت فی پارہ ار ہے ؀

مینجر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان

شرح اُجرت اشتہارات رسالہ ریویو آف ریلیجنز

میعاد	پورا صفحہ انگریزی	پورا صفحہ اُردو	نصف صفحہ انگریزی	نصف صفحہ اُردو	چوتھائی صفحہ انگریزی	چوتھائی صفحہ اُردو	ایک سطر انگریزی	ایک سطر اُردو
سالانہ	للعہ	للعہ	دعہ	دعہ	دعہ	دعہ	ہے ر	ہے ر
ششماہی	دعہ	دعہ	دعہ	دعہ	عہ	عہ	عہ ۱۲ر	عہ ۱۲ر
سہ ماہی	دعہ	دعہ	عہ	عہ	ہہ ر	ہہ ر	عہ ر	عہ ر
ایک دفعہ	بے ۸ر	بے ۸ر	للعہ ر	للعہ ر	ہے ر	ہے ر	۸ر	۸ر

تمام درخواستیں بنام مینجر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں ؀

ڈاکٹر کی ہدایت

ہر ایک قسم کے بخار کیلیئے باٹلی والا کا بخار کا عرق اور گولیاں استعمال کرنی چاہیئے۔ قیمت عہ باٹلی والا کی مقوی گولیاں ضعفِ دماغ۔ ضعفِ اعصاب۔ دق کے ابتدائی عوارض اور بدہضمی کیلیئے بہت مفید ہیں قیمت عہ باٹلی والا کا دانتوں کا منجن نہایت مفید قیمت ہم ر باٹلی والا کی مرہم۔ داد پھوڑے پھنسیوں کو ایک دن میں آرام ہو جاتا ہے قیمت ہم ر یہ تمام بڑے بڑے دوا فروشوں کے یا براہ راست ڈاکٹر

ایچ۔ ایل باٹلی والا۔ جے پی داملی لبوٹیری۔ ملو بمبئی سے مل سکتی ہیں ؀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الوہیت مسیح

اینک زبندہ دعوے وز محتسب گواہی

نومبر سنہ ۱۹۱۴ء کے پرچہ ریویو آف ریلیجنز کے صفحہ ۴۳۴ کے حاشیہ پر ہم نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ موجودہ نئے عہد نامہ کے رو سے ہم بفضلہ تعالےٰ اس بات کو بخوبی ثابت کر سکتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہرگز الوہیت مسیح اور تثلیث کے معلّم نہ تھے اور نہ انھوں نے یہ تعلیم پیش کی ہے۔ اور پھر آگے چلکر اسی رسالہ میں یہ بھی تحریر کیا تھا کہ عنقریب راقم مضمون ہذا ایک کتاب از روئے بائبل صرف اسی مضمون پر لکھے گا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے صفحہ ۴۴۷۔ مگر اب ہمنے بوجہ خاص ارادہ کیا ہے۔ کہ ان ہر دو دعووں کے اثبات کے بارے میں کوئی علیحدہ کتاب نہ لکھیں۔ بلکہ پرچہ ریویو آف ریلیجنز کے چھ نمبروں میں اپنے دعووں کے ثبوت شائع کرا دیں۔ تاکہ اس طرح رفاہِ عام کا ثواب ہمیں ملے۔ پس ہم اپنے تمام ان احباب کو جنھوں نے یہ استفسار فرمایا ہے۔ کہ کب اور کس طرح ان دعووں کو ثابت کر سکو گے۔ مطلع کرتے ہیں۔ کہ وہ ماہِ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء لغایت ماہ جون سنہ ۱۹۱۵ء تک کے تمام نمبر ریویو آف ریلیجنز پڑھیں۔ اور ہم انشاء اللہ تعالےٰ اپنے ادعا کو عیسائیوں کی طرح صرف زبانی دعویٰ کرنے سے ہی ثابت نہ کرینگے۔ بلکہ عملاً تحریر

سے ان کو پایۂ ثبوت تک پہنچا کر تمام مسیحیوں پر اتمام حجت کرینگے۔ بشرطیکہ قضا وقدر سدراہ نہ ہو +

چونکہ پہلے ہم نے یہی دعویٰ کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح الوہیت مسیح کے مدعی نہ تھے اس لئے ضروری ہے کہ پہلے ہم اسی دعویٰ کو تین نمبروں میں شائع کرا دیں۔ پس واضح ہو۔ عیسائیوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ موجودہ اناجیل کی رو سے حضرت مسیح خود خدائی کے دعویدار ہیں۔ ایک طرح سے خود اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی رکھ دینا ہے کیونکہ یہ مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس کو کوئی شخص خواہ عالم ہو یا فاضل۔ ڈاکٹر ہو یا سرجن۔ نہیں سمجھ سکتا۔ اور نہ کوئی عقل اسے عقلاً تسلیم کر سکتی ہے۔ پھر کیونکر ان کا وہ دعویٰ۔ کہ انجیلی تعلیم ہی ایک ایسی تعلیم ہے۔ جو اس زمانے کے تمام نئے نئے علوم کے سامنے پکی اور سچی ثابت ہو سکتی ہے (متی کی تفسیر کا دیباچہ مصنفہ پادری عماد الدین) ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارا ایمان ہے۔ صداقت کبھی نہیں چھپ سکتی اور چونکہ سچ صرف اسی قدر ہے کہ حضرت مسیح خدا نہ تھے۔ اس لئے عیسائیوں کے بڑے بڑے جید علماء و فضلاء کے وہ تمام باون[1] دلائل جو بقول نصاریٰ نہایت ہی اعلیٰ اور قاطع برہان ہیں۔ خود انھیں کی ان اناجیل کی رو سے جو بقول عام عیسائی محققین پہلی صدی عیسوی کے آواخر میں مکمل ہوئیں۔ اور کہ مشہور رسولی انجیل متی اوّل عبرانی ہیں اور مابعد یونانی میں لکھی گئی۔ رد کر کے یہ ثابت کریں۔ کہ حضرت یسوع مسیح خدا نہ تھے۔ اور آج عیسائیوں کا وہ جواب کہ اگر موجودہ اناجیل جو یسوع کی الوہیت پکار پکار کر سکھلاتی ہیں۔ اصلی نہیں۔ تو اہل اسلام اصلی انجیل پیش کریں بطریق اولیٰ رد کیا جائے گا۔ سوچنے کا مقام ہے۔ کہ تثلیثی مسیحی جو مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اصلی انجیل تم لوگوں نے کیوں سنبھال کر نہ رکھی۔ کس قدر غلط ہے جبکہ خود یہی اعتراض ان پر وارد ہوتا ہے۔ اور وہ خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ناصری

[1] ان باون دلائل کا ارتداد از روئے نیا عہد نامہ ریویو آف ریلیجنز کے تین نمبروں میں شائع کروایا جائے گا +

فرقہ ابتدا میں ایک جعلی انجیل متی کو اور دوئم ایک کتاب المسمٰی بہ وعظ پطرس کو[۵۲] مانتے تھے۔ اب ان کی یہ بات کہ مسلمانوں نے کیوں اصلی انجیل سنبھال کر حفاظت سے نہ رکھی۔ کس قدر لغو ہے۔ کیونکہ یہی اعتراض تو خود ان کی حفاظت پر پڑتا ہے اور اگر آج یہ ہردو کتب یعنے متی کی جعلی انجیل اور وعظ پطرس تثلیثی مسیحیوں کے پاس ہوتیں۔ اور انھیں مفقود نہ ہونے دیتے۔ تو بوجہ احسن ناصریوں کو ملزم قرار دے سکتے۔ اور اگرچہ ساری اناجیل کی حفاظت میں ایک طرح سے ایسی ہی کوتاہی کی گئی ہے۔ اور اب وہ مشکل سے کوئی اعتراض مخالفین کے ہاتھ میں دیتی ہیں۔ مگر پھر بھی خدا صداقت کا حامی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ یہ کتابیں بھی جو اگرچہ اصلی نہیں رہیں۔ خدا کو سچا خدا اور یسوع مسیح کو اس کا بھیجا ہوا (رسول) {یوحنا ۱۷/۱۳} پکار پکار کر کہیں۔ اور اگر یہ مسئلہ ثابت ہو گیا۔ تو پھر تثلیث و کفارہ خود غلط ثابت ہو جائینگے کیونکہ ان ہردو مسائل کی بنیاد الوہیت مسیح پر ہی ہے +

مسیحی صاحبان کے ساتھ جب مسئلہ الوہیت مسیح کی نسبت گفتگو کی جائے۔ اور خود اناجیل میں سے مسیحؑ کے وہ اقوال جن سے اس کی انسانیت صاف طور سے مترشح اور واضح ہوتی ہے۔ پیش کر کے ان کو صرف ایک انسان ثابت کرنا چاہیں۔ تو وہ اس وقت ایک عجیب خود تراشیدہ مسئلہ پیش کیا کرتے ہیں اور وہ یہ کہ مسیح میں دو ذاتیں تھیں۔ اوّل الوہیت۔ دوئم انسانیت۔ اگرچہ ایک دانا آدمی تھوڑے سے تدبر کے ساتھ اس دعوے کا ابطال کر سکتا ہے۔ مگر عموماً یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس طریق سے بعض اوقات ناواقف لوگوں کو دھوکہ لگ جاتا ہے۔ اس لئے ضروری امر ہے۔ کہ سب سے پہلے اس مسئلہ پر بحث کی جاوے۔ تا مابعد ایک پہلو کو ترک کر کے دوسرے پہلو کو نہ اختیار کیا جا سکے +

۵۲ تثلیثی اسبات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ ناصریوں کے بدعتی ہونے کی یہی وجہ ہے۔ کہ ابتدا میں وہ ایک جعلی انجیل متی اور جعلی وعظ پطرس کو الہامی مانتے تھے۔ اور یہ دونو کتب عبری زبان میں تھے۔ مگر اب مفقود ہیں +

مسیح میں دو ذاتیں نہ تھیں

پس واضح ہو۔ کہ عیسائی لوگ اس مسئلہ کے ثبوت میں سب سے پہلے فلپیوں ۲/۶و۷ آیت پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ ”ویسا ہی مزاج رکھو۔ جیسا یسوع مسیح کا تھا۔ اس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا۔ خدا کے برابر ہونے کو قبضے میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا۔ بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا۔ اور خادم کی صورت اختیار کی۔ اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا“ فلپ ۲/۶و۷ ÷

اب تثلیثی مسیحی کہتے ہیں۔ کہ یہاں صاف لکھا ہے کہ یسوع مسیح نے باوجود خدا کے برابر ہونے اور خدا کی صورت میں ہونے کے انسانوں کی مشابہت اختیار کی یعنی وہ خدا اور انسان دو تو تھا۔ مگر نہیں سوچتے کہ اس بات سے یعنی ایک شخص دوسرے کی صورت میں ہے۔ یہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر دو اشخاص مساوی یا ایک ہیں۔ کیونکہ اس سے تو صرف یہی مُراد لی جا سکتی ہے۔ کہ بعض خاص صفات یا امور میں ان کو مشابہت ہے۔ دیکھو مسیح خود کہتا ہے۔ کہ یونس کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہ دکھایا جائے گا۔ متی ۱۶/۴۔ تو کیا مسیح کے تمام اعجاز یونس کے اعجاز تھے۔ یا کیا مسیح یونس یا یونس مسیح خیال کیا جا سکتا ہے۔ عمومات اور مستثنیات کا قاعدہ بچوں کو بھی معلوم ہے۔ کیا اگر کسی بچے کو جو دلاور اور بہادر ہو۔ شیر کہہ دیا جاوے۔ تو وہ یہ سمجھ لے گا۔ کہ میری دُم بھی ہے۔ اس قدر علم تشبیہ کون نہیں جانتا۔ پھر لکھا ہے۔ کہ انسان کو اپنی صورت پر بناویں۔ پیدائش ۱/۲۶۔ بلکہ اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں۔ تو کیا انسان خدا یا خدا انسان ہو گیا۔ ہرگز نہیں غور کرو۔ کہ آخر ان جملوں میں کہ مسیح خدا ہے۔ اور مسیح خدا کی صورت ہے۔ کتنا بڑا فرق ہے۔ پس اگر وہ خدا تھا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ رسول پہلے فقرے کا لکھنا پسند کرتا۔ مگر ایسا نہیں کیا۔ بلکہ آیت ۷ میں صاف کہہ دیا۔ کہ وہ خادم کی صورت تھا۔ پس خادم سے خادم کی ماہیت عیاں ہوتی ہے۔ نہ کہ مخدوم کی۔ یہ داخلی ثبوت ہے۔ اب حضرت مسیح کی الوہیت کا ثبوت کسی کو معلوم نہیں ÷

پھر دوسرے ایک مقام سے دو ذاتیں ثابت کرنے کی کوشش کیجاتی ہے۔

جہاں لکھا ہے۔ جسم کے رو سے مسیح بھی اسرائیلیوں سے تھا رومیوں ۹/۵۔ مگر اسی کتاب کے اسی باب کی آیت ۳ پس پشت پھینک دی جاتی ہے۔ جہاں پولوس رسول کہتا ہے۔ کہ مجھے بڑا غم ہے۔ اور میرا دل برابر دکھتا رہتا ہے۔ کیونکہ مجھے یہاں تک منظور ہوتا۔ کہ اپنے بھائیوں کی خاطر جو جسم کے رو سے میرے قرابتی ہیں خود مسیح سے محروم ہو جاتا۔ تو کیا یہاں پولوس بھی اپنی دو ذاتیں ظاہر کرتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ تو ایک عام محاورہ ہے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر لکھا ہے۔ جو جسم کے اعتبار سے اسرائیلی ہیں۔ ان پر نظر کرو۔ ۱۔ کرنتھی ۱۰/۱۸۔ تو کیا سب اسرائیلی دو ذات والے تھے +

مسئلہ دو ذات اقانیم کو مخلوط کرتا ہے

پھر غور کرو۔ پولوس رسول کہتا ہے۔ کیا مسیح بٹ گیا۔ ۱۔ کرنتھیوں ۱/۱۳۔ اب اگر اس میں دو ذاتیں تھیں۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ مسیح جو بموجب مقدس اتاناسیوس کے عقاید نامہ کی ہدایت ۳۷ کے صرف تب ہی مسیح ہو سکتا ہے۔ جس صورت میں کہ وہ ایک انسان اور ایک خدا۔ پھر ہر دو کی شخصیت کا مجموعہ مسیح ہو۔ پھر کیونکر وہ ہدایت ۴ کی رو سے تقسیم نہیں ہو سکتا + کیونکہ ہدایت ۴ میں صاف لکھا ہے۔ نہ اقانیم کو مخلوط کریں۔ نہ جوہر ذات کو تقسیم۔ اب جب یہ کہا جاوے کہ فلاں قول انسانیت کا ہے۔ اور فلاں الوہیت کا۔ تو کس طرح مسیح نہیں بٹ جاتا۔ اور اگر بقول پادری ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب ایم۔ اے۔ کوئی اقنوم بھی اکیلا خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ مسیح بھی جو اکیلا اقنوم ثانی تھا۔ خدا نہیں۔ اور یہی ہمارا مدعا تھا۔ کیا کوئی چرچ آف انگلینڈ کا ممبر اس کا جواب دے سکتا ہے +

پھر دوسرے چرچوں کے تثلیثی ممبر خیال کریں۔ کہ مسیح کے مختلف اقوال کی تفسیر کرتے وقت جب کسی قول کو الوہیت کی طرف اور کسی کو انسانیت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ تو پولوس کا یہ قول کہ کیا مسیح بٹ گیا ؟ کدھر جائے گا۔ اس سے تو مسیح کا بٹ جانا ثابت ہو گا +

مگر یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے۔ جبکہ خود نئے عہد نامہ میں ہم پولوس رسول کی یہ تعلیم دیکھتے ہیں کہ بُت پرست وغیرہ اپنے آپ کو دانا جان کر بیوقوف بن گئے۔ اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان۔ اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا۔ رومیوں ۱/۲۳ +

اب یہ امر ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح ایک فانی انسان تھے۔ جو فوت ہو گئے۔ انسان کا جسم فانی ہے۔ وہی جسم مسیح کا فانی ہے۔ اور جس طرح ہر ایک رُوح پر فنا کا حکم نہیں رہا۔ اسی طرح مسیح کی رُوح پر بھی نہیں۔ اور اگر صلیب دیتے وقت الوہیت شامل نہ تھی۔ صرف انسانیت صلیب پر تھی۔ تو پھر اُلوہیت اس وقت کہاں تھی۔ کیونکہ مسیح (بقول اتاناسیوس) صرف اسی کو کہتے ہیں جس کی تعریف یہی ہے۔ جس طرح نفس ناطقہ اور جسم ایک انسان ہے۔ اسی طرح خدا اور انسان ایک مسیح ہے۔ دیکھو ہدایت ۳۷۔ اگر صلیب پر صرف انسانیت تھی۔ اور الوہیت نہ تھی۔ تو ثابت ہوا۔ کہ کامل مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ بلکہ اس کا صرف ایک جزو انسانیت اور جزو ثانی یعنے الوہیت نے صلیب کے دُکھ نہیں اُٹھائے۔ تو بس کفارہ باطل۔ کیونکہ الوہیت ہی ایک ایسی چیز تھی۔ جو تمام جہان کے گنہگاروں کے عوض دُکھ درد برداشت کر سکتی۔ اور جسم کی کمزوری تو خود مسیح تسلیم کر چکا ہے۔ متی ۲۶/۴۱ +

یہاں پر یہ امر بھی سوچنے کے قابل ہے۔ کہ اگر مصلوب ہونے پر ہی کفارہ کا انحصار تھا۔ تو کیا جس طرح اس جہان میں دُکھ درد اُٹھائے۔ اسی طرح کچھ مدت دوسرے عالم میں بھی دُکھ درد اُٹھائے ہیں۔ یا کہ نہیں؟ کس طرح عالم ارواح میں گیا۔ اور بالفرض اگر ہم یونی سلسٹ والوں کا وہی اصول جو وہ دوزخ کی نسبت رکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک گنہگار اصلاح کے بعد دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ وغیرہ تسلیم کریں۔ تو بھی یہ مشکل حل نہیں ہوتی۔ کہ حضرت مسیح کے ایام عالم ارواح میں رہے۔ کیونکہ اگر اس جگہ ہم اسی اعتقادی پہلو کو مدّ نظر رکھیں۔ جو عیسائی لوگ عقیدۃً[1] تسلیم کرتے ہیں۔ تو بھی سوال وہی

[1] حال ہی میں ایک بزرگ دیسی پادری جو میرے مہربان ہیں۔ ایک نوازشنامہ میں مجھے الاہنا

پہلا ہوگا۔ کہ الوہیت جسم کے ساتھ تھی یا علیحدہ۔ اگر علیحدہ تھی۔ تو مسیح نصف عالم ارواح ہیں اور نصف دوسری جگہ۔ اور یہی آپ کے معتبر علماء کی تفسیر کا نتیجہ ہوا کرتا ہے +

خدا باپ اور آزمائش

غور کرو۔ پولوس رسول کیا کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ سوا ایک کے اور کوئی خدا نہیں۔ اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے یعنی باپ جس کی طرف سے ساری چیزیں ہیں۔ اور ہم اسی کے لئے ہیں۔ اور ایک ہی خداوند ہے۔ یعنی یسوع مسیح۔ ا۔ کرنتھی ۸/۴ تا ۶

اب اس سے زیادہ زوردار الفاظ لانا ممکن ہی نہیں۔ کیا مقدس اتاناسیوس ہم کو نہیں سمجھا چکے۔ کہ اقنوم ثانی نے جب تجسم اختیار کر کے انسانی جامہ پہنا۔ تو اُس وقت کامل اقنوم ثانی اور ایک جسم انسانی کا نتیجہ برابر تھا ایک مسیح کے۔ اب اگر یسوع مسیح خدا تھا۔ تو مقدس پولوس نے کیوں شرط لگائی۔ کہ خدا وہی ہے جو باپ ہے۔ اور کیوں تشریح کی۔ کہ خداوند وہی ہے۔ جو یسوع مسیح ہے۔ پھر یوحنا ۱۷/۳ کو پڑھو۔ پھر یاد رکھو۔ کہ بموجب کلیسیا کے قول کے مسیح تو باپ نہیں۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ مسیح خدا نہیں۔ پھر یعقوب ۱/۱۳ میں لکھا ہے۔ کہ خدا آزمایا نہیں جاتا۔ مگر متی ۴/۱ میں صاف لکھا ہے۔ تب یسوع روح کے وسیلے بیابان میں آزمایا گیا۔ اب ظاہر ہے۔ کہ خدا

تنقیح حق

تحریر فرماتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ آپ نے ریویو کے ایک پرچہ میں خواہ مخواہ گلتی ۳/۱۳ کا حوالہ دیکر خداوند کو لعنتی ثابت کرنا چاہا۔ کیا آپ کو یاد نہیں۔ مقدس رسول پولوس کہتا ہے۔ جو کوئی خدا کے روح کی ہدایت سے بولتا ہے۔ وہ نہیں کہتا۔ کہ یسوع ملعون ہے۔ ا۔ کرنتھی ۱۲/۳ اور پھر کہتا ہے۔ صلیب ہلاک ہونے والوں کے نزدیک تو بے وقوفی ہے۔ مگر ہم نجات پانے والوں کے نزدیک خدا کی قدرت۔ ا۔ کرنتھی ۱/۱۸ پھر کس پولوس کا کوئی قول آپ کے مدعا کی تائید کر سکتا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ پولوس نے خود ہی گلتی ۳/۱۳ میں تھوڑی سی آیت بھی بتا کر وہ کچھ لکھ دیا۔ جو آپ پڑھ چکے ہیں۔ اور اب آپ خود خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ یہ دو متضاد باتیں کون سا عرفان یا الہام مطابق کر سکتا ہے۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ خطوط الرسل الہامی نہیں ہیں۔ اور وہ جو مصلح الدین شیرازی نے کہا تھا۔ سعدی از دست خویشتن فریاد۔ وہ یہیں پر صادق آتا ہے۔ ہم آپ کے ممنون ہیں +

آزمایا نہیں جاتا۔ مگر مسیح آزمایا گیا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ مسیح خدا نہیں۔ بلکہ خدا اور آدمیوں کے درمیان ایک آدمی ہے انمط ۲ ۵ +

اقانیم کی مساوی

اہل تثلیث کا عقیدہ ہے۔ کہ ہر ثلاثہ اقانیم ہمسر اور برابر ہیں۔ اور آتاناسیوس کے عقاید نامہ میں اس کو بالفاظ ذیل تحریر کیا گیا ہے۔ "اور اس تثلیث میں کوئی مقدم یا موخر نہیں۔ کوئی کبیر یا صغیر نہیں۔ بلکہ کل تینوں اقانیم ہم قدم اور ہم قدر ہیں"۔ ہدایت ۲۵ و ۲۶۔ مگر اس جگہ ضروری ہے۔ کہ پہلے لفظ اقنوم کے معنے یا تشریح بالفاظ علماء و فضلاء نصاریٰ تحریر کر دیجائے +

پس واضح ہو۔ کہ اقنوم و شخص کا اطلاق ایسی ذات پر ہوتا ہے۔ جو فاعل بالارادہ ہو۔ اور اس کے واسطے شخصی وقوف اور عقل اور خود مختاری ضرور ہے۔ شخص وہ ہے جو کہہ سکے۔ کہ میں اور تو اور وہ اور مجھے و میرا اور اپنا یعنی جو گفتگو فہم کے متعلق ہے۔ اس کے واسطے ضمائر شخصی کا استعمال ضرور ہے۔ یعنی ایسے کلمات یا ضمائر کا استعمال مستلزم شخصیت اور فعل ارادی کا ہے۔ تشریح التثلیث مصنفہ پادری ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب ایم۔ اے۔ ص ۱۷ +

اب اس فاصل کی تشریح اقنوم سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ اقنوم وہی ہے جو کہہ سکے۔ کہ میرا۔ مجھ وغیرہ۔ اور دوسری طرف مقدس آتاناسیوس کے عقائد نامہ کی رو سے یہ مسلّم امر ہے۔ کہ ہر ثلاثہ اقانیم میں سے کوئی کبیر یا صغیر نہیں۔ تو پھر جس وقت مسیح کہتا ہے۔ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔ یوحنا ۱۴ ۲۹۔ یا میں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا یوحنا ۸ ۲۸ اس وقت کس طرح ثلاثہ اقانیم ہم قدم اور ہم قدر ثابت کر سکتے ہو۔ اور اگر یہ کہو۔ کہ یہ انسانیت کے اقوال ہیں۔ تو اقنوم کی تشریح اور شائع کرا دو۔ مگر فی الحال اقنوم تو وہی ہے۔ جو میرا۔ مجھ وغیرہ کہہ سکے۔ اور کہ فاعل ذی ارادہ ہو۔ پھر کیوں ان اقوال کو انسانیت کی طرف منسوب کرتے ہو۔ کیونکہ یہی لفظ الوہیت استعمال کرتی ہے۔ پھر کس طرح یہ الوہیت کا کلام نہیں۔ اور کیونکہ اقنوم ثانی اقنوم اوّل سے کمتر نہیں۔ پھر جائے غور ہے۔ کہ صاف لکھا ہے۔ "مگر جب وہ (یعنی خدا)

کہتا ہے۔ کہ سب کچھ اس کے (یعنے بیٹے یسوع مسیح کے) تابع کر دونگا۔ تو ظاہر ہے کہ جس نے سب کچھ اسکے تابع کر دیا ہے وہ الگ رہا۔ اور جب سب کچھ اسکے تابع ہو جائے گا۔ تو بیٹا خود اسکے تابع ہو جائے گا۔ جس نے سب چیزیں اس کے تابع کر دیں۔ تاکہ سب میں خدا ہی سب کچھ ہو"۔ ۱۔ کرنتھی ۲۸/۱۵ +

اب خیال کرنے کا مقام ہے۔ کہ ثلاثہ اقانیم کے جس اقنوم کے واسطے لفظ بیٹا استعمال کیا ہے۔ وہ خواہ بحالت تجسم ہو۔ خواہ الوہیت میں ایک ہو۔ بیٹا ہی ہے۔ پھر جب بیٹا باپ کے تابع ہوا۔ تو کیونکر ہر ثلاثہ اقانیم ہم قدم اور ہم قدر ہوئے۔ پھر عجیب تر امر یہ ہے۔ کہ اقنوم ثالث یعنے رُوح القدس کی نسبت مختلف کلیساؤں کے کیا کیا خیال ہیں۔ چنانچہ یونانی کلیسیا جسے مشرقی کلیسیا بھی کہتے ہیں۔ وہ روح القدس اقنوم ثالث کو صرف اقنوم اول سے مستخرج مانتی اور اس کے اقنوم ثانی سے مستخرج ہونے کی منکر ہے۔ مگر مغربی کلیسیائیں اس کو اقنوم اول و ثانی ہر دو سے مستخرج تسلیم کرتی ہیں۔ تو کیا یہ بھاری اختلاف اس امر پر شاہد نہیں۔ کہ ہر ثلاثہ اقانیم ہم قدم اور ہم قدر نہیں ہیں۔ اور اگر بغور سوچا جائے۔ تو اس بارے میں اوّل الذکر کلیسیا از روئے عہد جدید درست پہلو پر ہے۔ اور اس بات کو ایک طرح سے مشہور و معروف فاضل ریونڈ ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب نے بھی جو آخر الذکر کلیسیا کے ممبر ہیں تسلیم کیا ہے۔ کہ کتب مقدسہ میں صاف نہیں لکھا ہے۔ کہ رُوح القدس دو تو سے یعنی باپ اور بیٹے سے نکلتی ہے .... مگر عہد جدید کے اکثر مقامات سے ایسا ہی ضمناً ثابت ہوتا ہے۔ تشریح التثلیث ص۷۶ مگر یہ خیال چونکہ اس فاضل کا عقیدہ تھا۔ اس لئے اس نے کہا کہ یہی خیال اکثر مقامات سے ضمناً ثابت ہوتا ہے۔ مگر کون بائبل کا اور خاصکر عہد جدید کا جاننے والا یہ نہیں جانتا کہ ضمناً اور معناً رُوح القدس صرف باپ ہی کا رُوح کہلواتی ہے۔ چنانچہ دیکھو متی ۲۰/۱۰ باپ کی رُوح۔ ۱۔ کرنتھی ۱۱/۲ خدا کی رُوح پھر ۲۔ کرنتھی ۳/۳ خدا کی رُوح و ۱۔ کرنتھی ۱۶/۳ وغیرہ وغیرہ مقامات سے خدا کی رُوح سے مراد رُوح القدس ہی ہے۔ مگر خیر۔ خواہ

[۱] کچھ ہی ہو۔ ہمارا مطلب صرف یہی ہے کہ یہ بھاری اختلاف ثلاثہ اقانیم کی ہمسری کو بہت کمزور کر دیتا ہے +

حضرت یسوع مسیح خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں

یہ امر عیسائیوں کے نزدیک بھی ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ دُنیا کا پیدا کرنے والا صرف خدا باپ ہے کیونکہ بائبل کی کسی ایک کتاب کے ایک فقرہ سے بھی یہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا بیٹا بھی خالق ہے یعنے خدا بیٹے نے دُنیا کو بنایا اور اگر ایسا ہے۔ تو وہ ثابت کریں۔ کہ اس پیدا شدہ عالم میں کونسا ایسا حصہ ہے۔ جو مشترکہ خلق کیا گیا ہو یا اس کا کچھ حصہ بیٹے نے بھی بنایا ہو۔ بلکہ ہم کہتے ہیں۔ کہ بائبل کا عہد جدید خاص طور پر اس بات کا شاہد ہے کہ بیٹا خود مخلوق ہے۔ اور باپ کا محتاج ہے۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ فلسی[۲] ۱/۱۵ کے رو سے وہ اندیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے مگر تعجب ہے۔ کہ یہ سمجھ لینا کوئی مشکل نہیں۔ کوئی دیدنی صورت نادیدنی خدا کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور کہ آدم بھی خدا کی صورت اور خدا کی مانند بنایا گیا تھا۔ پیدائش ۱/۲۷ سب آدمی خدا کی صورت پر پیدا ہوئے ہیں۔ یعقوب ۳/۹۔ تو کیا یہ تمام انسان خدا ہوئے۔ کیونکہ یہ بھی تو اندیکھے خدا کی صورت میں ہیں +

پھر غور کرو لکھا ہے "ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خدا اور باپ کی حمد ہو" دیکھو ۱۔پطرس ۱/۳ "ہمارے باپ خدا اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے" افسی ۱/۲۔ پھر اب بتاؤ۔ بموجب رسولی تحریر کے خداوند یسوع مسیح کا خدا اور باپ اکیلا سچا خدا ہوا۔ یا کہ نہیں یوحنا ۱۷/۳۔ اور اسی اکیلے سچے خدا اور باپ کی پرستش کرنے کا خداوند یسوع مسیح نے حکم دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا۔ "وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ اب ہی ہے۔ کہ سچے

۱؎ یونانی کلیسیا کا خیال کیا ہے۔ کہ خدا اور ہے۔ اور اسکی رُوح جو اس سے صادر ہے اور کیا خدا انسان کی طرح جسم اور رُوح دو مختلف اشیا رکھتا ہے۔ اور مغربی کلیساؤں کا خیال اور بھی حیرانی بخش ہے کہ باپ اور بیٹے کی رُوح ایک۔ مگر جوہر ذات مخلوط نہیں۔ اتاناسیوس ۴۲ +

۲؎ بعض اہل تثلیث فلسی ۱/۱۵ مسیح کی دو ذاتوں کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں +

پرستار باپ کی پرستش روح اور سچائی سے کریں گے۔ کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا ہے" یوحنا ۴/۲۳ اب اگر یسوع مسیح خدا تھا۔ توکیوں نہ کہا۔ کہ بیٹے کی پرستش روح اور راستی سے کرینگے۔ اور بیٹا اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا ہے؛

پھر پولوس رسول کہتا ہے۔ "خواہ حال کی چیزیں۔ خواہ استقبال کی سب تمھاری ہیں۔ اور تم مسیح کے ہو۔ اور مسیح خدا کا ہو" ا۔ کرنتھی ۳/۲۲ پھر لکھا ہے۔ کہ "ہر مرد کا سر مسیح اور ہر عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے" ا۔ کرنتھی ۱۱/۳ ۔ اب مسیح خدا کا ہے کہا ہے۔ نہ کہ خدا مسیح ہے۔ اور مسیح کا سر خدا لکھا ہے۔ نہ کہ خدا کا سر مسیح فرمایا ہے پھر لکھا ہے۔ کہ یسوع کے پاس کوئی نہیں آسکتا۔ اور یسوع کسی کو آپ اپنے پاس نہیں بلا سکتا۔ جب تک کہ باپ جس نے اسے بھیجا ہے؛ کسی کو نہ کھینچے۔ یوحنا ۶/۴۴ - پھر کس طرح حضرت یسوع مسیح خدا ہو سکتے ہیں۔ پھر قلسی ۱/۱۵ میں حضرت یسوع مسیح کو پلوٹھا کہا گیا ہے اب جائے غور ہے۔ یسوع مسیح کس کا پلوٹھا ہے۔ خدا باپ کا اس سے ثابت ہوا کہ ہر سہ اقانیم برابر خدا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا باپ کی نسبت یہ کہنا کہ وہ پلوٹھا ہے بے ادبی ہے۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ ہر سہ اقانیم برابر ہیں پھر سچے خالق کے مقابل میں یسوع مخلوق اور انسان ہیں۔ بتاؤ۔ یسوع نے کون کونسی اشیاء خلق کی ہیں۔ اگر کہا جائے کہ اُس نے بیماروں کو شفا دی۔ تو اسکے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ شفا دینا اور چیز ہے اور خلق اور چیز ہے۔ دوسرے اگر مان لیا جاوے کہ حضرت مسیح نے بیماروں کو شفا دی۔ تو کیا اُس کا یہ شفا دینا حوض شیلوخ اور حوض بیت حسدا کی مدد سے نہیں۔ مگر یہ حوض شیلوخ تو کوئی نیا حوض نہیں۔ جو کسی طرح مفقود ہو سکے۔ بہتیرے صحائف بائیبل میں اس کا مذکور ہے۔ چنانچہ یوحنا ۵/۱ بیت حسدا۔ اور یوحنا ۹/۷ میں حوض شیلوخ (جس کا ترجمہ بھیجا ہوا") اب بے شک انجیل یوحنا آپکی اپنی ہے۔ مگر اس حوض کا ذکر تو یسعیاہ ۸/۶ اور نحمیاہ ۳/۱۵ میں بھی موجود ہے۔ اور کہ آج کل کے مسلمانوں میں یہ حوض برکۃ سلوان کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت یسوع مسیح کو خالق ثابت کرنیکے لیئے فرقہ ارنیس کے بانی نے ایک مسئلہ ایجاد کیا تھا مگر اس مسئلہ کو اب تائید میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ دوسرے مسیحیوں نے اب

اس ارئیس کی تعلیم کو الحاد کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور اگر اسکی اس تعلیم کو یعنی اقنوم ثالث اقنوم ثانی کی خلق شدہ ہے۔ راستی پر سمجھ لیا جاتا۔ اور ۳۲۵ء اور ۳۸۱ء کی کونسل نائس میں اسے کفر نہ کہا جاتا۔ تو بھی یہ ایک مسئلہ یسوع کو خالق ثابت کرنے میں کچھ مدد دیتا۔ مگر اب یہ خیال صرف خیال ہی ہے۔ کیونکہ حضرت یسوع مسیح تو بموجب اتمط $\frac{6}{14}$ خود ظاہر بھی نہیں ہو سکتے۔

حضرت مسیح کا سجدہ

عیسائیوں کی ایک دلیل دربارہ اُلوہیّت یہ بھی ہے۔ کہ اگر حضرت یسوع مسیح خدا نہ تھے۔ اور وہ اُلوہیّت کے مُدّعی نہ تھے۔ تو پھر لوگ جب آکر آپ کو سجدہ کرتے تھے۔ تو کیوں وہ لوگوں کو سجدہ کرنے سے منع نہ کرتے۔ یہ دلیل ایک ایسی خام دلیل ہے۔ جسے بائبل کے واقف کاروں کے سامنے پیش کرکے بجز انہیں اپنے اوپر ہنسانے کے اور کوئی سود نہیں۔ کیونکہ کون نہیں جانتا۔ کہ بائبل میں تعظیمی سجدہ جائز ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو اسمو $\frac{24}{8}$ اسلا $\frac{1}{23}$ اتواریخ $\frac{29}{20}$ پھر کیا اس تعظیمی سجدہ سے حضرت یسوع مسیح کی اُلوہیت پر حضرت مسیح کی مہر ثابت کر سکتے ہو۔ بموجب ا۔سمو $\frac{24}{8}$ کے داؤد نے ساؤل کو سجدہ کیا اور بموجب ا۔سلا $\frac{1}{23}$ کے ناتن نبی نے داؤد کو سجدہ کیا تو کیا اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ساؤل اور داؤد خدا تھے۔

حاضر ناظر ہے

عیسائی کہتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح نے خود دعویٰ کیا۔ کہ مَیں دعا کے وقت حاضر ہونگا۔ متی $\frac{20}{18}$ اور مَیں ہمیشہ تمھارے ساتھ ہوں۔ متی $\frac{20}{28}$۔ مگر ہم کہتے ہیں اس سے اسکی خدائی ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس طرح تو پولوس بھی حاضر ناظر ہے۔ ا۔کرنتھی $\frac{3}{5}$ میں وہ صاف کہتا ہے۔ کہ اگرچہ مَیں جسم کے اعتبار سے موجود نہ تھا۔ مگر روح کے اعتبار سے حاضر ہو کر گویا بحالت موجودگی ایسا کرنیوالے پر یہ حکم دے چکا ہوں۔ اب بتاؤ۔ کیا حضرت مسیحؑ جسم کے ساتھ مجسم ہر ایک مسیحی کے ساتھ دعا میں اور ہر جگہ حاضر رہا کرتے ہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ جسم عنصری تو ہر ایک آدمی ٹٹول اور دیکھ سکتا ہے۔ یا ثابت کرو۔ کہ بعض انسان ایسے جسم بھی رکھتے ہیں کہ ہرگز کوئی آدمی انکے جسم کو محسوس نہیں سکتا۔ ورنہ روح کے ساتھ تو مسیح کی طرح حضرت

پولوس بھی حاضر ناظر ہیں۔ پھر ایک دوسرے مقام پر یہی رسول کہتا ہے "کیونکہ مَیں گو جسم کے اعتبار سے دُور ہوں۔ مگر روح کے اعتبار سے تمھارے پاس ہوں۔ اور تمھاری باقاعدہ حالت اور تمھارے ایمان کی جو مسیح پر ہے مضبوطی دیکھکر..... خوش ہوتا ہوں"۔ کلسیوں ۲/۵ - اب بتائیے۔ اس جگہ تو تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ پہلے کہا تھا۔ کہ روح کے اعتبار سے حاضر ہو کر حکم دیچکا ہوں۔ ا۔کرنتھی ۵/۳ - مگر اب تو صاف کہدیا۔ کہ تمھارے ایمان کی مضبوطی دیکھکر خوش ہوتا ہوں۔ اب کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ پولوس رسول یسوع مسیح کی طرح حاضر نہیں رہتا۔ مگر یہ بات اب ہم تم کو سمجھاتے ہیں۔ کہ کیا کوئی حاکم یا بادشاہ بوجہ ہر جگہ حاضر ہونے کے قابض ہُوا کرتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس یہی مثال یہاں سمجھ لو۔ خواہ مخواہ حضرت مسیح کی الُوہیت کیوں ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہو۔ اور اگر یوحنا ۱۷/۲۳ کی رو سے کہو۔ کہ یسوع بھی خدا کی طرح دل میں بستا ہے۔ تو استعارات ذیل کا کیا جواب دو گے۔

یوحنا باب ۶ ورس ۵۶ میں لکھا ہے۔ کہ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا لہو پیتا ہے مجھ میں رہتا ہے۔ تو کیا مسیح کا گوشت کھانیوالا مسیح کے دل میں بستا ہے۔ پھر کیا خدا بھی جسم اور گوشت پوست رکھتا ہے۔ مگر نہیں۔ خدا تو روح ہے۔ یوحنا ۴/۲۴ - اور مسیح قادر مطلق نہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے وسیلے سے زندہ ہے۔ یوحنا ۶/۵۷ -

پھر لکھا ہے کہ خدا کو ڈھونڈیں۔ شاید کہ ٹٹول کر اسے پائیں۔ ہرچند کہ وہ ہم میں کسی سے دُور نہیں۔ اعمال ۱۷/۲۷ - تو کیا جس طرح یسوع کے دل میں بسنے سے مراد یسوع کا ہر ایک کے دل میں رہنا لیتے ہو۔ اسی طرح شاید کہ ٹٹول کر اسے پائیں۔ یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ خدا جسم بھی رکھتا ہے۔ افسوس۔ کیا یہی وہ علم تفسیر ہے۔ جو لوگوں کو سکھایا کرتے ہو۔ کیا یہی فلسفہ اور منطق ہے۔

تو مجھ میں اور میں تجھ میں

عیسائی صاحبان دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ مسیح نے خود کہا ہے۔ کہ اے باپ تو مجھ میں اور مَیں تجھ میں۔ یوحنا ۱۷/۲۱ - اور استدلال کرتے ہیں۔ کہ اس سے مراد خداوندگی۔ اپنا دعویٰ الُوہیت تھی۔ مگر نہیں دیکھتے۔ کہ اسی باب کی

ورس ۲۲ میں لکھا ہے۔ کہ اسی طرح وہ کل جو مجھ پر خواہ انکے وسیلے سے خواہ کسی اور طرح ایمان لاویں۔ وہ بھی ہم میں ایک ہوں۔ تو کیا کل ایماندار خدا ہو جائیں گے۔ اور یوں تو خدا ہر چیز میں موجود ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "جو خداوند کی صحبت میں رہتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتا ہے"۔ ۱۔ کرنتھی ۶/۱۷ پھر دوسری جگہ لکھا ہے ہے "جب تک ہم سب کے سب خدا کے بیٹے کے ایمان اور اسکی پہچان میں ایک نہ ہو جائیں"۔ افسی ۴/۱۳ تو کیا سب مسیح ہو کر خدا ہو جائیں گے۔ اور ایک دوسری جگہ لکھا ہے۔ مسیح کی اس محبت کو جان لو۔ جو جاننے سے باہر ہے۔ تاکہ تم خدا کی ساری معموری تک معمور ہو جاؤ۔ افسی ۳/۱۹۔ تو کیا سب خدا کی معموری میں معمور ہو کر خدا ہو جاویں گے۔ خدا کی کتابوں کا سمجھنا اس سمجھ سے جو اہل تثلیث رکھتے ہیں۔ بہت بلند ہے۔ پھر کس طرح یسوع مسیح جو سفر سے تھکا ماندہ ہو جاتا تھا۔ (یوحنا ۴/۶) خدا ہو سکتا ہے۔ اگر اب بھی یوحنا ۱۷/۲۱ کی رو سے یہی کہو۔ کہ وہ یسوع خدا تھا۔ تو پھر ذرا اس طرح پڑھو۔ کہ میں جو ابن تھا۔ آب ہوں۔ مگر خواہ کچھ کرو۔ حضرت مسیح قادر مطلق نہیں۔ اور جو قادر مطلق نہیں وہ خدا نہیں۔ کیونکہ وہ تو خود کہتا ہے۔ میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا۔ متی ۱۱/۲۷۔ یہ نہیں لکھا کہ بیٹے کی طرف سے باپ کو کچھ سونپا گیا۔ پھر باپ اور بیٹا کس طرح برابر ہو سکتے ہیں ؛

حضرت مسیح اور خدا کی ایک روح

مسیحی صاحبان کا یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح اور خدا کی ایک روح ہے۔ اسلئے مسیح خدا ہے۔ اور ثبوت یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ لکھا ہے۔ جو جسمانی ہیں۔ وہ خدا کو خوش نہیں کر سکتے۔ تم جسمانی نہیں ہو۔ بلکہ روحانی ہو۔ بشرطیکہ خدا کی روح تم میں بسی ہوئی ہے۔ مگر جس میں مسیح کی روح نہیں۔ وہ اس کا نہیں۔ رومیوں ۸/۹ افسوس ہے۔ کہ مسیحی صاحبان ایسے دلایل پیش کر کے صرف اپنی ناواقفیت کا اظہار کرتے ہیں۔ نہیں دیکھتے کہ افسی ۱۷/۱۳ و گلتی ۴/۱۹ میں اسی طرح کا محاورہ استعمال ہوا ہے۔ کیا گلتی ۴/۱۹ کی رو سے مسیح جو ہر ایک آدمی میں جڑ پکڑتا ہے۔ تو کیا اس آدمی کی روح خود مسیح کی روح ہو جاتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس آدمی کی روح

سے مسیح کی روح والے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ اسی مشابہت کی وجہ سے رسول اسکو مسیح کا جز پکڑنا کہتا ہے۔ ورنہ اس طرح تو ہر ایک ایماندار کی روح مسیح کی روح اور مسیح کی روح خدا کی روح پس سب روحیں خدا ہو گئیں۔ اور یہ امر محال ہے۔

حضرت مسیحؑ ابراہیمؑ سے پیشتر

حضرت مسیحؑ نے کہا ہے۔ پیشتر اس کے کہ ابراہیمؑ ہو۔ میں ہوں۔ یوحنا $\frac{8}{58}$ اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ "اور اب اے باپ تو اس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیری ساتھ رکھتا تھا۔ مجھے اپنے ساتھ جلالی بناؤ" یوحنا $\frac{17}{5}$۔ یہی وہ دو دلائل ہیں۔ جو بخیال اہل تثلیث دوسرے درجہ کے قاطع ہیں۔ مگر ڈاکٹر وینر جیسے فاضل نے ان کا خاتمہ کر دیا ہوا ہے۔ یعنی ڈاکٹر وینر جیسے مشہور و معروف فاضل اجل نے ثابت کیا ہے۔ کہ بعض اوقات صیغہ حال میں صیغہ ماضی شامل ہوتا ہے۔ اور وہ صورت اول فقرہ متنازعہ میں درپیش ہے۔ چنانچہ فاضل موصوف نے مثال پیش کر کے اہل تثلیث کو بالکل ساکت کر دیا ہے۔ کہ اسی انجیل میں کئی ایک مقامات پر صیغہ حال بجائے ماضی کے مستعمل ہوا ہے۔ چنانچہ دیکھو یوحنا یونانی $\frac{5}{15 \text{ و } 13}$ و $\frac{6}{24}$ وغیرہ۔ اور اگر ہم بالفرض ڈاکٹر موصوف کی دلیل کو ترک کر کے بھی غور کریں۔ تو بھی ابراہیمؑ سے پیشتر ہونے اور خلقت کی پیدائش سے پیشتر ہونے کی وجہ سے مسیح کی الوہیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پیشتر ہونے سے مراد ازلی۔ خود ہست۔ خالق نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں پیدائش مطلق کا مذکور نہیں ہے۔ بلکہ پیدائش دنیا کے پیشتر کا ذکر ہے۔ اور پھر پیدائش عالم کے پیشتر ہونے سے یہ سمجھ لینا کہ ازلی۔ اور خود ہست ہے۔ سراسر غلطی ہے۔ اور حضرت مسیح کو انجیل پیدائش مطلق سے پیشتر۔ خود ہست کہیں نہیں کہتی۔ پس مخلوق ہو کر حادث ہوا۔ شروع اور آخر بجز خدا کے ہر چیز کا ہوا کرتا ہے۔ ورنہ ثبوت بذمہ اہل تثلیث کے ہے۔ وہ ثابت

⚘ باوجودیکہ عیسائی جانتے ہیں۔ کہ ملک صدق کی عمر کا شروع اور آخر نہیں ہے۔ عبرانی $\frac{7}{3}$۔ تو بھی صرف درازی عمر کی وجہ سے اسکو خدا نہیں کہتے۔ مگر یسوع کو کہتے ہیں۔ تعجب!! ۔ منہ

کریں۔ کہ اگر اقنوم ثانی بموجب اتاناسیوس نمبر ۶ کے الوہیت میں اقنوم اول کے ہمپایہ اور ہمپلہ تھا۔ تو کیا ضرورت تھی۔ کہ ابن اقنوم ثانی ہی تجسم اختیار کرتا۔ خود اَب اقنول اول نے کیوں تجسم اختیار نہ کیا۔ اس کا جواب تمہارے پاس کیا ہے کیونکہ اس عقیدہ یعنی Potripozhiam کا نام تو آپ لوگوں نے کفر اور الحاد رکھدیا۔ اور اگر یہ عقیدہ کفر اور الحاد کی طرف منسوب نہ کیا جاتا۔ تو آج آپ لوگوں کے پاس کچھ تو ثبوت رہتا۔ کہ باپ بھی دُکھ پانیوالا کہا گیا ہے۔ اور اگرچہ کونسلوں میں مختلف عقائد نامجات دربارہ الوہیت مسیح اہل عقیدت نے ساخت کر لیئے۔ تو بھی اس بدعت یعنی Potripozhiam کی دوسری صورت یعنے Inaurkian تیسری صدی عیسوی کے شروع سے لیکر آج تک تمہارے ساتھ ساتھ چلی آتی ہے۔ یہ کیوں یہ اسلیئے کہ Throdotas جیسے مشہور و معروف فاضل کو قسطنطنیہ اور شہر روم میں آپ کچھ جواب نہ دے سکے۔ کہ الوہیت مسیح فلاں آیت سے مفصل ثابت ہوتی ہے۔ اور فلسفہ اس طرح ثابت کرتا ہے۔ تا وہ فیلسوف تسلیم کر جاتا۔ اور یہ بدعت اُٹھ جاتی۔ مگر یہ بدعت بدعت نہ تھی۔ بلکہ عین راستبازی اسی کا نام ہے۔ مفصل دیکھو کلیسیا کی تواریخ مصنّفہ Rev: James e.D.D صفحہ ۵۴ و ۵۵۔

تھوما رسول کا اقرار

تھوما نام ایک شخص مسیح کا شاگرد تھا۔ بقول یوحنا رسول وہ مسیح کے قبر سے زندہ نکلنے کا منکر تھا۔ یوحنا $\frac{۲۰}{۲۵}$۔ اس تمام ماجرا کو یوحنا کی انجیل کے بیس و اکیس ابواب میں مفصل لکھا گیا ہے۔ مسیح جب شاگردوں پر ظاہر ہوا تو توام یعنی تھوما اس وقت موجود نہ تھا۔ اس لیئے جب شاگردوں نے مسیح کے ظاہر ہونے کا ماجرا اسے سنایا۔ تو اس نے کہا۔ کہ جب تک میں اپنا ہاتھ اسکی پسلی میں اور اپنی انگلی اس کے ہاتھ پاؤں کے میخوں کے سوراخوں میں نہ ڈال لوں گا۔ تب تک ہرگز یقین نہ کروں گا۔ کہ مسیح مردوں میں سے جی اُٹھا۔ پس دوسرے ظہور کے وقت مسیح نے تھوما سے کہا۔ کہ اپنی انگلی میرے پاس لا۔ اور میخوں کے

سوراخوں میں ڈال۔ اور اپنا ہاتھ میری پسلی میں ڈال۔ اور بے ایمان مت رہ۔ بلکہ یقین کر یوحنا ۲۰/۲۶۔ اسپر تھوما نے کہا۔ اے میرے خداوند اے میرے خدا ورس نمبر ۲۹۔ اب اس جملہ یعنی "اے میرے خداوندا اے میرے خدا" سے اہل تثلیث کہتے ہیں۔ کہ تھوما نے الوہیت مسیح کا صاف اقرار کیا۔ جس کا کہ وہ انکاری تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ کہاں لکھا ہے کہ تھوما مسیح کی الوہیت کا منکر تھا۔ اور پھر اسی کا اقرار کیا۔ بلکہ انجیل کے بیان سے تو یہی پایا جاتا ہے۔ کہ تھوما رسول مسیح کے قبر سے زندہ نکلنے کا منکر تھا۔ اور مسیح نے بھی دوسری بار اپنی زندگی کے اثبات میں جو اول اپنا بدن انسانی تھا۔ وہی پیش کیا۔ چنانچہ اپنی پسلی اور ہاتھ پاؤں دکھلائے یوحنا ۲۰/۲۶۔ تو کیا بقول شما تھوما رسول اپنے اس خدا کی جس کی تعریف وہ بقول یوحنا ۴/۲۴ کے خدا روح ہے۔ سن چکا تھا۔ پسلی اور ہاتھ مشاہدہ کر کے اپنے خدا کو شناخت کر رہا تھا۔ مگر تھم جاؤ۔ ہم نے بقول شما تسلیم بھی کر لیا۔ کہ تھوما کی مراد اس اے خدا سے یہی تھی۔ کہ یسوع کو اس نے خدا کہدیا۔ تو بھی کیا قباحت لازم آئی۔ کیا یونیٹیرین✤ گروہ نے ثابت نہیں کیا۔ کہ لفظ الوہیم عبرانی بائبل میں دو ہزار پانصد پچپن (۲۵۵۵) بار آیا ہے۔ اور کہ دو صد پنتالیس (۲۴۵) بار یہ لفظ سوائے یہوواہ قدوس کے غیروں پر بھی بولا گیا ہے۔ کیا یہ بائبل کا عام محاورہ نہیں۔ خصوصاً عہد عتیق کا۔ کہ جس کی طرف روئے سخن یا مخاطب کرنا ہوتا ہے۔ اسے یہی کہتے ہیں۔ جو تھوما رسول نے حضرت مسیح کے جواب میں کہا چنانچہ دیکھو، اور یونتن نے داؤد سے کہا۔ اے خداوند۔ اسرائیل کے خدا“ ۱۔ سموئیل ۲۰۔ تو کیا یہاں پر یونتن نے داؤد کو اسرائیل کا خدا بنا دیا۔ کلام الٰہی کا سمجھنا تو آپ لوگوں پر ختم ہو گیا۔ پس اگر تم داؤد کو خدا نہیں کہتے۔ اور اس جگہ اسی محاورہ کو مدنظر رکھتے ہو۔ کہ صرف مراد مخاطب کرنا تھا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ہم یوحنا ۲۰/۲۹ میں اس محاورہ کو پس پشت پھینک دیں۔ اور فی الفور صرف کہنے سننے سے حضرت مسیح کی الوہیت کا اقرار کر دیں؛

مگر ہم سچ کہتے ہیں۔ کہ تھوما رسول صرف مسیح کے قبر سے زندہ نکلنے کا منکر تھا۔ اور ثبوت میں خداوند کے شخص کو ڈھونڈتا تھا۔ اور اسی لیئے خداوند نے کہا۔ اپنی انگلی میرے

✤ یونیٹیرین ایک ایسا محقق فرقہ ہے۔ کہ جس کے سامنے اہل تثلیث ہرگز ہرگز نہیں ٹھہر سکتے مگر کفر کا فتویٰ دیدیتے ہیں۔ منہ

Digitized by Khilafat Library

پاس لا- اور اپنا ہاتھ میری پسلی میں ڈال- اور بے اعتقاد نہ ہو- بلکہ اعتقاد رکھ ورس نمبر ۲۸- کیا پسلی دکھانا بھی اُلوہیت کا ثبوت ہو سکتا ہے- کیا اگر حضرت یسوع مسیح اپنی اُلوہیت کا معلم تھا- تو بقول شما قبل ازیں اُلوہیت مسیح کا مسئلہ شاگردوں کے ذہن نشین نہ کر چکا تھا- اور اگر شاگرد اسے یہو واہ قدوس- قادر مطلق تسلیم کر چکے تھے- تو کیا تھوما جیسے شاگرد- رسول نے باوجود یسوع کو خدائے برحق جانتے ہوئے اس امر کو ناممکن خیال کیا تھا- کہ جس طرح ہمارا خدائے برحق یسوع مسیح صلیب پر مر گیا ہے- اسی طرح وہ دوبارہ زندہ ہونے کی قدرت نہیں رکھتا- کیا یہی وہ مسئلہ ذہن نشین شدہ تھا جس پر بقول بزرگ آتاناسیوس تمام نجات کا دارومدار تھا- آتاناسیوس نمبر ۴۲- کیا تھوما جیسے بزرگ رسول خدا کی معروف صفات سے بھی ناواقف تھے- کیا یہ تھوما وہی نہیں- جس کو خداوند یسوع مسیح نے مع دوسرے گیارہ شاگردوں کے ناپاک روحوں پر اختیار بخشا تھا- اور ہر طرح کی بیماری اور کمزوری کو دور کرنے کا حکم دیا تھا- متی $\frac{۱۰}{۱ تا ۴}$- پھر کس طرح یہ رسول اُلوہیت کا منکر ہوا تھا- نہیں بلکہ مسیح کے قبر سے زندہ نکلنے کا منکر تھا- اور اسی امر کا ثبوت خود خداوند نے پیش کیا تھا- کہ لا اپنی انگلی اور ڈال اپنا ہاتھ میری پسلی میں $\frac{۲۰}{۲۹}$ یوحنا- اور اسی سے صاف ثابت ہے- کہ وہ مسیح کے قبر سے زندہ نکلنے کا منکر تھا- نہ کہ اُلوہیت مسیح کا- کیونکہ تھوما رسول اس سے پہلے خداوند کی زبان سے یہ مسئلہ سن چکا تھا- جو بدن کو قتل کرتے ہیں- اور روح کو قتل نہیں کر سکتے- ان سے نہ ڈرو- بلکہ اسی سے ڈرو جو روح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کر سکتا ہے- متی $\frac{۱۰}{۲۸}$- پس تھوما رسول خوب جانتا تھا- کہ خداوند کی روح کو کوئی نہیں مار سکتا- مگر بدن کو صلیب پر دیکھ چکا تھا- اسی واسطے اس نے خیال کیا تھا- کہ مسیح دوبارہ کس طرح جی اُٹھا- کیونکہ اس کا جسم تو قتل ہو چکا- اور اسی بات کا ثبوت خود مسیح نے پیش کر کے تھوما کا اطمینان کیا- اور تم خود خیال کرو- کہ کیا ہاتھ اور پسلی دکھا کر خداوند تھوما کو اُلوہیت سمجھا رہا تھا- ہرگز نہیں- بلکہ خداوند یسوع خوب جانتا تھا- کہ میں نے اُلوہیت مسیح کا انکو نام تک نہیں بتایا- بلکہ میں نے تو انکو یہ کہا ہے- کہ ہمیشہ کی زندگی

یہ ہے۔ کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے (رسول) جانیں یوحنا ۱۷/۳ پھر کس طرح حضرت مسیح یہ تعلیم بھول سکتے تھے۔ پھر غور کرو۔ پولوس جیسے رسول نے خدا اور خداوند یسوع مسیح کا تشخص جدا جدا بیان کر کے اس آیت کی تفسیر کر دی۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے۔ یعنی باپ اور ایک ہی خداوند ہے۔ یعنی یسوع مسیح۔ ا۔ کرنتھی ۸/۶۔ پس بتاؤ۔ کیوں رسول پولوس نے خدا اور خداوند کا علیحدہ علیحدہ تشخص بیان کیا۔ اور دو تشخص فرما دیئے۔ پھر غور کرو۔ کہ اگر اسی تھوما کے لفظ اے میرے خدا۔ سے یسوع کی الوہیت ثابت ہوتی ہے۔ تو پھر اسی لفظ خدا سے یسوع خود خدا کی اور ہستی بتلاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو محض ایک انسان قرار دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔ یوحنا ۲۰/۱۷۔ پس کیوں کہا۔ کہ اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس جاتا ہوں۔ کیا اس سے زیادہ اور کون سے ایسے الفاظ لائے جا سکتے ہیں۔ جن سے یسوع مسیح اپنے مخلوق ہونے پر مُہر کر دیتا۔ صاف اپنا خدا وہی فرمایا ہے۔ جو تمام جہان کا خدا ہے۔ یہاں پر یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ یسوع مسیح نے یہ جملہ اسوقت کہا ہے۔ جبکہ وہ بقول مسیحی صاحبان مر کر زندہ ہو چکا تھا۔ اور اسوقت وہ جلالی جسم میں تھا۔ لہٰذا اب اگر کوئی یہ کہے۔ کہ یہ اشارہ بھی اپنی انسانیت کی طرف کیا۔ تو یہ ایک ایسا شرمناک مغالطہ ہوگا۔ جس سے عیسائیت کی تمام عمارت کے گر جانے کا خوف ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس وقت بھی جسم عنصری رکھتا تھا۔ تو پھر فلسفہ اس بات کو محال ثابت کرتا ہے۔ کہ کوئی آدمی اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جا سکے۔ اور نیز یہ اشارہ اگر انسانیت کی طرف تھا۔ تو ثابت ہوا۔ کہ مسیح کو ابھی تک جلالی جسم نصیب نہیں ہوا۔ اور یہ ایک ایسا شرمناک اعتقاد ہے جسے کوئی عیسائی بھی خواہ یونی ٹے ری ان ہو۔ خواہ یونی سلسٹ۔ خواہ رومن کتھلک غرضیکہ کسی چرچ کا ممبر کیوں نہ ہو۔ ایک دم کے لیئے بھی نہیں تسلیم کرتا۔ پس مسیحیوں کے اعتقاد کے رو سے ماننا پڑے گا۔ کہ مسیح اسوقت جلالی جسم میں تھا۔ اور جلالی جسم میں بھی اپنا وہ خدا بتاتا ہے۔ جو تمام جہان کا خدا ہے۔ پس اب اتمام حجت یہی ہے۔ کہ وہ خود اپنے آپ کو

جلالی جسم میں بھی مخلوق بتا تا رہا ہے۔

لفظ آدمی و شخص اکثر اوف نہیں

مگر یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ اگر اہل تثلیث بھی خود یسوع مسیح اور اس کے رسولوں کا وہ استعمال کردہ لفظ جس سے صاف طور پر اس کی الوہیت ثابت ہو سکے پیش کریں۔ (مگر کہاں سے لائیں گے) جس طرح ہم اپنے دعویٰ کے ثبوت میں صاف اور صریح آیات و الفاظ عہد جدید کے ایسے پیش کرتے ہیں۔ جن سے صرف یہی ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ محض ایک شخصیت رکھنے والا ایک انسان تھا چنانچہ دیکھو۔ یسوع مسیح شیطان کے سامنے اپنے آپ کو ایک آدمی کہتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ لکھا ہے۔ کہ آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا۔ بلکہ ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے۔ متی ۴/۴۔ پس اگر وہ آدمی نہ تھا۔ خدا تھا۔ تو کیوں نہ کہا۔ کہ خدا روٹی نہیں کھاتا۔ اور اگر کہو۔ کہ یسوع کی انسانیت کی آزمائش ابلیس کرتا تھا۔ نہ کہ الوہیت کی۔ تو پھر یہود کے سامنے بھی بلکہ کل سننے والوں کے سامنے بھی وہ اپنے آپ کو محض ایک شخص کہتا رہا ہے۔ چنانچہ یہودیوں سے کہا۔ لیکن اب تم مجھ جیسے شخص کے قتل کی کوشش میں ہو جس نے تم کو وہی حق بات بتائی۔ جو خدا سے سنی یوحنا ۸/۴۰۔ اب دیکھ لو۔ مسیح تو اپنے آپ کو ایک شخص کہتا ہے۔ اور شخص وہ ہے۔ جو کہہ سکے۔ میں اور تو۔ اور وہ اور مجھے۔ تشریح التثلیث صفحہ ۷۱ مصنفہ ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب ایم۔ اے لہٰذا اب شخص بقول ریورنڈ ڈی۔ ڈبلیو ٹامس صاحب ایم۔ اے وہی ہے۔ جو وہ مجھے وغیرہ کہہ سکے۔ خواہ اقنوم ثانی ہو۔ اور خواہ انسان۔ اب رہا یہ امر کہ اس شخص کا تشخص کیسا تھا۔ پس جان لو۔ مسیح نے اسکی خود تشریح کر دی۔ یعنی کہا۔ کہ میرے تشخص کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ پس اگر مسیحیوں کے عقیدہ کے مطابق یہ شخص قتل نہیں کیا گیا۔ تو بے شک یہ آیت ہماری مفید مطلب نہیں۔ مگر جب ہم اناجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ پھر یسوع بڑی آواز سے چلّایا۔ اور جان دے دی۔ متی ۲۷/۵۰۔ تو صاف واضح ہو جاتا ہے۔ کہ یسوع وہی شخص تھا جس نے جان دیدی۔ بے شک شخص وہی ہوتا ہے۔ جو پیدا ہو۔ اور جان دے۔ مگر خدا ایسی صفات سے بہت بلند ہے۔ اب رہا یہ امر۔ کہ اناجیل کی رو سے وہ مر کر جی بھی اٹھا۔ سو ہم مسلمان

اس بات کو کب مانتے ہیں۔ بلکہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ وہ بھی دوسرے انبیائؑ کی طرح مرگیا۔ لیکن وہ صلیب پر نہیں مرا۔ جو کہ ایک لعنتی موت ہے۔ بلکہ اپنی طبعی موت سے ملک کشمیر میں ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔ رہے یونیٹیرین۔ سو انکا عقیدہ بھی آپکے مفید مطلب نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ جس طرح اسکی پیدائیش نرالے طریق سے ہوئی۔ اسی طرح خدا نے اسے مردوں میں سے زندہ بھی کردیا۔ اور وہ زندہ ہونے میں خدا کا محتاج تھا۔ چنانچہ رسول پولوس نے بارہا یہ کہکر آپ لوگوں کو لاجواب کردیا۔ کہ مسیح کو خدا نے مردوں میں سے جلایا۔ نمونے کے طور پر دیکھو۔ "اس کی بڑی قوت کی تاثیر کے موافق جو اس نے مسیح میں کی۔ جب کہ اسے مردوں میں سے جلا کر اپنی دہنی طرف آسمانی مقاموں پر بٹھایا۔" افسی $\frac{1}{19و20}$ -

پس اناجیل کے رو سے یسوع مرنے۔ اور زندہ ہونے۔ آسمان پر جانے سب امور میں خدا کا محتاج تھا۔ نہ کہ مرنے۔ زندہ ہونے۔ آسمان پر جانے وغیرہ میں خود مختار تھا۔ اور ہم انشاء اللہ آگے چلکر اس امر کو اور بھی واضح طور سے بیان کرینگے۔ مگر اہل تثلیث اپنے دعویٰ کی دلیل میں اناجیل۔ خطوط الرسل۔ اعمال الرسل کا ایک شوشہ بھی پیش نہیں کرسکتے۔

یہاں پر یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اس جملہ یعنی جان دیدی۔ کا اصل یونانی ترجمہ روح دیدی۔ ہے۔ پس ہم کہتے ہیں۔ کہ روح خواہ انسانی دیدی۔ خواہ الٰہی۔ وہی روح دیدی۔ جس سے وہ ذی روح۔ متحرک بالارادہ کہلواتا تھا۔ اور اب یہ بار ثبوت اہل تثلیث کے ذمہ ہے۔ کہ وہ ثابت کریں۔ کہ دو روحیں ایک جسم میں کس طرح حلول کرسکتی ہیں۔

یہاں تک تو ہم نے خود یسوع مسیح کے وہ اقوال جن کی رو سے وہ صرف ایک انسان ہونے کا دعویدار ہے۔ پیش کرکے بحث کی ہے۔ اب رسولوں کے وہ اقوال پیش کرکے تمام اہل تثلیث کو ساکت کرتے ہیں۔ جن سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ رسول حضرت مسیح کو محض ایک انسان سمجھتے تھے۔ اور ہم صرف آیات ہی لکھیں گے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ پطرس نے کھڑے ہو کر پہلے پہل یہ منادی کی۔ اور کہا۔ کہ "اے اسرائیلیو۔ یہ باتیں سنو کہ

یسوع ناصری ایک شخص تھا۔ جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا۔ جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے۔" اعمال ۲/۲۲

پس دیکھو۔ کہ یسوع ہو۔ خواہ مسیح۔ جونسا نام مقرر کرو۔ وہی اسے مخلوق اور خدائے تعالیٰ کا محتاج ثابت کرتا ہے۔ یعنی نہ یسوع کا لفظ اور نہ مسیح کا لفظ یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ محتاج الی اللہ نہ تھا۔ بلکہ قادر مطلق۔ خود ہست تھا۔ پھر دوسرے مقام پر لکھا ہے۔ کہ خدا نے ایک دن ٹھہرایا ہے۔ جس میں وہ راستی سے دنیا کی عدالت اس آدمی کی معرفت کرے گا۔ جسے اس نے مقرر کیا ہے۔ اور اسے مردوں میں سے جلا کر یہ بات سب پر ثابت کر دی اعمال ۱۷/۳۱

یہاں پر یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ مسیح کو رسول نے اسوقت کے واسطے بھی جب وہ قیامت کو لوگوں کا انصاف کرے گا۔ ایک آدمی ہی کہا ہے۔ مگر افسوس۔ اہل تثلیث کے تمام اوہام دانستہ غلطی پر مبنی ہیں۔ نہیں تو اہل تثلیث بتا دیں۔ کہ اگر روز قیامت کو بھی مسیح ایک آدمی ہی ہوگا۔ تو پھر خدا کیسا بنے گا۔ پھر اور بھی دیکھو۔ پولوس رسول کہتا ہے۔ "لیکن قصور کا جو حال ہے۔ وہ فضل کی نعمت کا نہیں۔ کیونکہ جب ایک شخص کے قصور سے بہت سے آدمی مر گئے۔ تو خدا کا فضل اور اس کی جو بخشش ایک ہی آدمی یعنی یسوع مسیح کے فضل سے پیدا ہوئی" رومیوں ۵/۱۵۔ پھر اور بھی خیال کرو۔ پولوس فرماتا ہے۔ "خدا ایک ہے اور خدا اور انسانوں کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی مسیح یسوع جو انسان ہے" تمطاؤ ۲/۵

غرضیکہ کہاں تک کوئی بیان کرے۔ حضرت مسیح خود۔ حضرت مسیح کے رسول۔ حضرت مسیح کو انسان ہی کہتے ہیں۔ اور ہم نے اسپر حضرت مسیحؑ کی اپنی شہادت تحریر کر دی۔ پطرس✢ جیسے بزرگ رسول کی عقیدت لکھدی۔ پولوس کی گواہی سنا دی۔ اب اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے

چھٹی دلیل کا رد

عیسائی لوگ یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں۔ کہ ایک موقعہ پر یہود کے سامنے یسوع مسیح نے ایک ایسا دعویٰ بھی کیا۔ جس سے مراد دعویٰ الوہیت ہے۔ پس اب وہ دعوی حرف بحرف لکھدیا جاتا ہے۔ اور یہ وہی دلیل ہے۔ جو دربارہ

✢ پطرس وہی رسول ہے۔ جو مسیح کا اول خلیفہ ہوا۔ اور اس بارے میں رومن کیتھلک والوں کے سامنے پراٹسٹنٹ لاجواب ہیں۔ منہ

اُلوہیّت مسیح اول درجہ کی شمار کیجاتی ہے۔ اور عام طور پر ہر کہ ومہ عیسائی یہی پیش کرتے ہیں۔ "مَیں اور باپ ایک ہیں۔ یہودیوں نے اسے سنگسار کرنے کے لیئے پھر پتھر اُٹھائے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کہ مَیں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں۔ ان میں سے کس کام کے سبب مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا۔ اچھے کام کے سبب نہیں۔ بلکہ کفر کے سبب تجھے سنگسار کرتے ہیں۔ اور اس لیئے۔ کہ تُو آدمی ہوکر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کیا تمھاری شریعت میں یہ نہیں ہے۔ کہ مَیں نے کہا۔ تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا۔ جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کرکے دنیا میں بھیجا۔ کہتے ہو۔ کہ تُو کفر بکتا ہے۔ اسلیئے کہ مَیں نے کہا۔ مَیں خدا کا بیٹا ہوں"۔ یوحنا ۱۰/۳۰ تا ۳۶۔

اب اس تمام عبارت سے اہل تثلیث تین وجوہات دربارہ اُلوہیّت مسیح پیش کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ مسیح نے کہا۔ مَیں اور باپ ایک ہیں۔ دویم یہ کہ یہودیوں نے صاف کہا۔ کہ تُو انسان ہوکر اپنے تئیں خدا ٹھہراتا ہے۔ سویم یہ کہ اسی بناء کفر پر یہودیوں نے اسے سنگسار کرنے کے واسطے پتھر اُٹھائے۔

وجہ اوّل کا ردّ ہم اس سے پہلے تحریر کرچکے ہیں۔ کہ اس طرح تو مسیح نے یہ بھی کہا۔ اور وہ جلال جو تُو نے مجھے دیا۔ مَیں نے انہیں دیا ہے۔ تاکہ وہ ایک ہوں۔ جیسے ہم ایک ہیں مَیں ان میں۔ اور تُو مجھ میں۔ تاکہ وہ کامل ہوکر ایک ہوجائیں۔ یوحنا ۱۷/۲۲ تا ۲۳۔ پس اگر یوحنا ۱۰/۳۴ سے مسیح خدا ہے۔ تو یوحنا ۱۷/۲۲ تا ۲۳ سے مسیح میں ہوکر تمام شاگرد خدا ہوئے۔

رہی وجہ دویم۔ یہود کا یہ کہنا۔ کہ تُو آدمی ہوکر اپنے تئیں خدا ٹھہراتا ہے۔ سو واضح ہو۔ کہ یہ یہود کا الزام ہے۔ کیونکہ مسیح نے اپنے آپ کو خدا نہیں کہا۔ بلکہ خدا کا بیٹا درس نمبر ۲۷ اور اگر بالفرض خدا بھی کہا۔ تو بھی کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ صاف زبور ۸۲/۶ کا حوالہ دیکر خود کو بھی وہی خدا کہا۔ جسکی نسبت خدا نے کہا ہے۔ کہ تم بشر کی طرح مروگے۔ زبور ۸۲/۷۔

رہی وجہ سویم۔ کہ یہود کا اسی بنائے کفر پر سنگسار کرنے کیلیئے پتھر اُٹھانا۔ سو یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ کیونکہ کون نہیں جانتا۔ کہ یہود ملعون کی تو ہر ایک بات سے مسیح کے ساتھ عداوت

قلبی ٹپکتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ اسی تاک میں لگے رہے۔ کہ کسی طرح اسکو ملزم قرار دیکر مار ڈالیں۔
کیونکہ اگر اسجگہ یہود کی تفہیم کو راستی پر مبنی قرار دیدیا جائے۔ تو پھر یہود ملعون گروہ کے یہ الزام
کہ اگر یہ بدکردار نہ ہوتا۔ تو ہم اسے تیرے حوالے نہ کرتے۔ یوحنا ۱۸/۳۰۔ یا یہ کہ یہ باغی ہے۔ اور خود
بادشاہ بنتا ہے۔ یوحنا ۱۹/۱۲ بھی راستی پر تھے۔ مگر ہرگز نہیں۔ بلکہ یہود کی تفہیم مسیح کا کلام
سمجھنے میں ہمیشہ غلطی پر رہی۔ پس یہودیوں کی تفہیم کا وہی آسرا لیگا۔ جس کو سچائی کی تحقیق سے
کوئی سروکار نہ ہو۔ اور اگر لفظ کفر کے وثوق پر کچھ کہتے ہو۔ تو جان لو۔ کہ جس اصلی لفظ یونانی کا
ترجمہ یہاں پر کفر کیا جاتا ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ بدگوئی۔ دشنام دینا۔ بُرا کہنا۔ کفر کہنا۔ پس
کیونکر جائز نہیں۔ کہ جسطرح ا پطرس ۴/۴ میں اس لفظ کا ترجمہ بدگوئی کیا جاتا ہے۔ یہاں اس کا
ترجمہ بدگوئی۔ یا بُرا کہنا کیا جاوے ؛

حاشیہ: یوحنا ۱۰/۳۳ میں جس لفظ کا ترجمہ کفر لکھا جاتا ہے۔ اسکے معنی ہیں۔ دشنام دینا۔ الزام
لگانا۔ بدگوئی کرنا۔ خلاف کہنا۔ کفر کہنا۔ پطرس نمبر ا ۴/۴ میں اسکا ترجمہ بدگوئی کیا جاتا
اور لکھا جاتا تھا۔ مگر ۱۹۰۸ء کے بعد کے ترجمہ نمبر ا پطرس ۴/۴ میں اسکا ترجمہ بدچلنی
لکھا جاتا ہے۔ یہ ترجمہ ٹھیک نہیں۔ اور اگر یہ ترجمہ درست ہے۔ تو کوئی اہل تثلیث
یونانی کا عالم اس بات کو ثابت کرے۔ کہ بدچلنی کے واسطے اصل زبان میں وہی لفظ عہد جدید
میں استعمال ہوا ہے۔ جو یوحنا ۱۰/۳۳ اور پطرس ۱ ۴/۴ میں آیا ہے۔ اور پطرس ۱ ۳/۱۶ و ۲/۱۲
بدگوئی۔ یعقوب ۴/۱۱ و ۱۲ میں تین بار لفظ بدگوئی۔ کلسیوں ۳/۹ بدگوئی اور گالی بکنا۔ افسیوں ۴/۳۱
بدگوئی وہ اصل زبان کا لفظ نہیں۔ جسکا ترجمہ یوحنا ۱۰/۳۳ میں کفر لکھا جاتا ہے۔ اور جس کے معنی
ا پطرس ۴/۴ میں اب بدچلنی لکھا جاتا ہے۔ اور کہ بدچلنی کا لفظ جہاں جہاں نئے عہد نامہ
میں آیا ہے۔ وہاں وہی لفظ ہے۔ جسکا ترجمہ ا پطرس ۴/۴ میں بدچلنی کیا جاتا ہے۔ اور اگر ایسا
نہیں ہے (بے شک نہیں ہے) تو پھر ۱ پطرس ۴/۴ والے بدچلنی کے ترجمہ کو ہم ۱۹۰۸ء
کے بعد کا تحریفی کرشمہ کیوں نہ کہیں ؛

(باقی آیندہ)۔ راقم ایک عاجز آدمی۔ جو عیسائیوں میں سے اول حضرت خلیفۃ المسیح
ثانی کے ہاتھ پر اسلام لایا ؛

کامل مذہب

نمبر ۱

(رقمزدہ مولوی عطاءالرحمٰن ایم۔اے پروفیسر راجشاہی کالج)

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ رکوع ۱)

ترجمہ۔ آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لیئے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور دین اسلام کو تمہارے لیئے پسند کیا ہے۔"

قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کو کامل مذہب ہونے کا دعویٰ ہے۔ اب چونکہ دعویٰ کے ساتھ جبتک دلائل اور براہین نہ ہوں وہ محض لاشئے اور ہیچ ہے اس لیئے ہم بتائیں گے کہ خدائے تعالیٰ کی سب سے آخری شریعت لانیوالی کتاب نے اپنے دعویٰ کے متعلق کیا دلائل دی ہیں اور کن براہین کی بنا پر اسلام کو کامل مذہب ہونیکا ادعا ہے؟۔

دنیا کے تمام آسمانی مذاہب میں سے اسلام کو ہاں صرف اسلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ جو دعویٰ کرتا ہے اُسکے دلائل بھی ساتھ ہی دیتا ہے۔ اور چونکہ قرآن کریم اپنے دعاوی کے لیئے بیرونی دلائل کا محتاج نہیں بلکہ ہر ایک دعویٰ کے ساتھ اندرونی براہین رکھتا ہے اس لیئے ہم غیر مذاہب کے نقائص دکھانے کی بجائے سردست صرف اُن دلائل کو پیش کرتے ہیں جو اسلام نے اپنے کامل ہونے پر خود دیئے ہیں۔

اسلام تمام سچائیوں کے تسلیم کرنیکا نام ہے

واضح رہے کہ اسلام کو کُلیۃً نیا مذہب ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہنے کا ارشادِ باری ہوتا ہے۔ ماکنت بدعا من الرسل۔ یعنی میں کوئی نیا رسول نہیں۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ اُسی سچائی کا سلسلہ ہے جسکے ساتھ خدائے تعالیٰ کے انبیاء آدم علیہ السلام کے وقت سے مبعوث ہوتے چلے آئے ہیں۔ گویا اسلام کے اصولوں کی بنیاد ہی اُس عالمگیر سچائی پر ہے جسکی نسبت کہا گیا ہے۔ "سچائی واحد ہے اور سچائی ابدی ہے"۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسکی

تعلیم انبیائے سابقین کی تعلیم کا تسلسل ہونیکی بجائے ایک جداگانہ تعلیم ہوتی اور سابقہ ادیان کے اصل اصولوں کی تائید کرنے کی بجائے اسلام انکی تکذیب کرتا۔ مگر برعکس اسکے مقدس اسلام تمام انبیائے سابقین کی رسالت کو تسلیم کرتا اُنکی تعلیم کو منجانب اللہ قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ہر ایک راستباز مسلمان کا ایمان ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کی بنیاد راستی پر تھی اور جملہ ہادیانِ مذاہب قابل احترام ہیں۔ اور اسی لیئے اسلام کے ہر ایک سچے پیرو کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے ساتھ کمال رواداری اور فیاضی کا برتاؤ کرے اور اگر کسی مذہب کے اصول بگڑ کر ایسی حالت اختیار کر چکے ہوں کہ جو اسلام کے اصولوں سے بالکل مختلف معلوم ہوتی ہو تو بھی مسلمان پر لازم ہے کہ ایسے مذہب کا احترام کرے۔ غرض مسلمان کہلانا اس امر کا مترادف ہے کہ ادیانِ عالم میں جو جو خوبیاں پائی جاتی ہیں اُنکا اقرار کیا جائے اور ہر ایک سچائی پر ایمان لایا جائے اور یہی ایک کامل مذہب کی پہلی خصوصیت ہونی چاہیئے تھی چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم و اسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احدٍ منھم ونحن لہٗ مسلمون ۝ (البقرہ رکوع ۱۶) یعنی اسلام کے ماننے والے کہدیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس پر جو اوتارا گیا ہماری طرف اور اُسپر جو اوتارا گیا ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب اور اُنکی اولاد کی طرف اور نیز اُس پر جو دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو دیا گیا تمام دوسرے نبیوں کو اپنے خدا کی طرف سے۔ ہم ان میں باہم فرق نہیں کرتے۔ اور ہم اُسکے فرمانبردار ہیں۔

وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ

ایک اور مقام پر خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں مصدقاً لما بین یدیہ یعنی قرآن کریم سابقہ کتب کی تصدیق فرماتا ہے اور اُن سچائیوں کا مصدّق ہے جو اُسکے نزول کے وقت موجود تھیں۔

اسلام صلح کا دین ہے

اب اس قسم کی آیات سے صاف طور پر واضح ہے کہ اسلام امن و صلح کا مذہب اور رواداری و محبت کا دین ہے۔ اور جو لوگ اس قسم کی محکم و بیّن آیات کی موجودگی میں بھی اسلام کو بلا سوچے سمجھے تلوار کے مذہب کا خطاب دیتے ہیں۔ اُنکا معاملہ خدا سے ہے ہمیں تو ایسے لوگوں پر رحم ہی آتا ہے۔

اشاعت مذہب کا بہترین طریق

اگر آج اسلام کے رواداری و فیاضی سے مملو اصولوں کو ترویج دی جائے اور انکی عالمگیر صداقت کو تسلیم کر لیا جائے تو اُس تمام مذہبی دل آزاری کا خاتمہ ہو سکتا ہے جس کا وجود بدقسمتی سے آجکل کی مذہبی تحریروں میں پایا جاتا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ راستی کو کسی بیرونی امداد یا سہارے کی ضرورت نہیں۔ راستی خود اپنے اندر ایک جذب و کشش رکھتی ہے اور بسا اوقات مذہبی عناد و تعصب سچائی کی اشاعت میں ایک خطرناک روک ثابت ہوتا ہے۔ پس ہمارے نزدیک اور اسلام کی تعلیم کے ماتحت اشاعت مذہبی کا بہترین ذریعہ دوسرے مذاہب کے ساتھ نرمی اور رواداری کا برتاؤ ہے۔ سخت کلامی اور نکتہ چینی بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتی ہے۔ اور برعکس اس کے نیک نمونہ اور اعلیٰ اخلاق۔ قلوب کی تسخیر کرنے اور روحانی فتوحات کا موجب ہوتے ہیں۔

جوشیلے نقصان رساں ثابت ہوتے ہیں

جوشیلے واعظ خواہ مسلمان ہوں خواہ عیسائی وہ ہمیشہ سے سچائی کی اشاعت میں مؤید ہونیکی بجائے اس مقدس کام کے راستہ میں ایک روک ثابت ہوئے ہیں۔ نیز جذبات کا غلبہ اور جوش کا حد سے تجاوز کرنا ہمیشہ راستی کے خوبصورت چہرہ پر بدنما داغ ہو کر نمودار ہوتے رہے ہیں۔ اسی موضوع پر پروفیسر میکسمولر نے اپنی کتاب سائنس آف ریلیجن کے دیباچہ میں مفصل بحث کی ہے۔ اور دکھایا ہے کہ جو لوگ رواداری اور فیاضی کو اپنا اصل الاصول سمجھتے ہیں انہوں نے بھی اس زریں اصول کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ چنانچہ پروفیسر موصوف فرماتے ہیں:

"دوسرے مذاہب کی بے جا تحقیر کرنے سے ہم نے خود اپنے مذہب کو ایسی حالت میں رکھدیا ہے جو بانیٔ مذہب کے ارادوں اور مدعا کے صریح خلاف ہے۔ ہم نے تاریخ عالم کی جلد میں سے اپنے مذہب کے صفحات کو پھاڑ کر جدا کر لیا ہے۔ ہم اس امر کو یا تو مطلقاً فراموش کر بیٹھے ہیں یا پھر عمداً تنگدلی سے اس بات کا اظہار نہیں کرتے کہ زمن گذشتہ میں خداوند خدا زمانہ اور حالات کے موافق اپنے پیاروں سے بولا کرتا تھا۔ پھر چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم مسیحیت کو مقررہ وقت پر نازل ہونے والا اور تمام دنیا کی امیدوں اور خواہشوں کے مطابق اترنے والا مذہب یقین کرتے لیکن ایسا کرنے کی بجائے ہم نے اپنے مذہب کو اس طرح پیش کیا ہے کہ گویا وہ آسمانی حکومت کی مسلسل زنجیر میں سے ایک جدا شدہ اور تنہا کڑی ہے۔"

گویا پروفیسر موصوف کی رائے میں بھی مذہب کی اشاعت کا اور اُسکی صداقت کے پیش کرنے کا بہترین طرز وہی ہے جو اسلام پیش کرتا ہے۔

الہامی کتاب کی ایک خصوصیت

مذکورہ بالا عبارت میں پروفیسر میکسمولر صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مسیحیت کا ظہور عین ضرورت کے وقت ہوا۔ اور یہ کہ یسوع مسیح کا دین کل دنیا کی امیدوں اور خواہشوں کو پورا کرنیوالا تھا۔ اب یہ ایک دعویٰ ہے جسپر پروفیسر صاحب نے کوئی دلیل نہیں دی۔ نہ ہی اناجیل میں سے کوئی ایسی آیت پیش کی ہے جس سے اس دعویٰ پر استدلال کیا جا سکے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم بھی اسی نوعیت کا دعویٰ کر رہا ہے اور اسلام کو صرف کامل مذہب نہیں بلکہ آسمانی حکومت کی زنجیر میں سے آخری کڑی بھی قرار دیتا ہے۔ اور ظاہر کرتا ہے کہ تمام آسمانی برکات کا مجموعہ صرف اسلام ہی ہے۔ اور اسلام کے سوا روئے زمین پر خدائے تعالیٰ کی مرضی کا مظہر اب اور کوئی دین نہیں۔

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمیں مختلف مذاہب کے اصولوں کا مقابلہ یا دوسرے ادیان کی کمزوریوں کا اظہار کرنا مقصود نہیں۔ اسلیئے ہم یہاں پر صرف یہ دکھلائینگے کہ اسلام نے اپنے دعویٰ کو کہاں تک نباہا ہے۔ اور اس دعویٰ کو جانچتے وقت ہم خصوصیت سے دیکھیں گے کہ اسلام کی مقدس کتاب اپنے کامل ہونے پر کیا دلائل دیتی ہے کیونکہ بقول حضرت مسیح موعودؑ ایک الہامی کتاب کی یہ خصوصیت ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے دعویٰ کے دلائل اپنے اندر رکھتی ہو۔

اسلام اور دوسرے مذاہب

قرآن کریم میں بہت سی ایسی آیات ہیں جنمیں لفظ اسلام کا اطلاق اُن مذاہب پر کیا گیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنیوالے انبیاءؑ لائے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے بھی فرمایا ہے "ہم نے تمہارے لیئے 'اسلام' کو پسند کیا" (و رضیت لکم الاسلام دینا) اب ان ہر دو مقامات کو تطابق دیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی رُو سے پہلے مذاہب بعد میں آنیوالے کامل مذہب کے لیئے بطور پیش خیمہ تھے یا یوں کہا جائے کہ صداقت و راستی کا بیج خدائے تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش کے وقت ہی بو دیا تھا اور یہ بیج جب ایک ننھے پودے کی صورت میں نمودار ہُوا تو اسکی نگرانی و آبپاشی کا کام کہیں ابراہیم۔ کہیں موسیٰ۔ اور کہیں مسیح علیہم السلام کے سپرد ہُوا۔ آخر ش ان آسمانی باغبانوں کی محنت اور نگرانی کا نتیجہ اُس سایہ دار ثمر ور درخت کی...... صورت میں ظاہر ہُوا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں آکر بھوکوں کو پھل اور درماندوں کو

سایہ دینے لگا اور سلامتی و امن کا مذہب کہلایا۔ غرض اسلام اور دوسرے مذاہب میں وہی فرق ہے جو پورے درخت اور پودے یا بیج میں ہے۔ گو درخت بظاہر اب بیج اور پودے سے مختلف معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ اصلیت میں دونوں ایک ہیں فرق صرف ابتدائی اور انتہائی حالت کا ہے جس طرح ایک درخت کے اندر وہ تمام خواص و قویٰ موجود ہیں جو پہلے بیج اور پھر پودے کے اندر تھے اور وہ اب اس حالت میں ہے کہ خود اُس سے بیج پیدا ہوتے اور بے شمار پودوں کو عدم سے ہستی میں لاتے ہیں اسی طرح اسلام کے اندر بھی وہ تمام سچائیاں۔ وہ تمام صداقتیں وہ تمام حق و معرفت کی باتیں یکجا موجود ہیں جو کہ مختلف مذاہب ابتدائے عالم سے فرداً فرداً پیش کرتے چلے آئے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی نسبت فرماتے ہیں صحفاً مطھرۃ فیھا کتب قیمہ یعنی اس کتاب میں صداقت کی وہ تمام باتیں مندرج ہیں جو پہلے الہامی کتب میں موجود تھیں۔ البتہ فرق صرف اسقدر ہے کہ ان باتوں کو مجلا اور صاف کر کے زیادہ مطہر کر دیا گیا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ اسلام دراصل ارتقا کے عمل سے کمال کو پہنچے ہوئے مذہب کا نام ہے۔ اور اس ارتقا کے سلسلے کی ابتدائی منزل وہ صداقت ہے جس کا نام مذہب ہے اور اگر مطلق لفظ مذہب کو ہیولا تصور کر لیا جائے تو اسکی جمع لفظ مذاہب اُسکے ارتقا کی مختلف منازل قرار دیجا سکتی ہیں اور آخرش اسکے کمال کی انتہائی منزل کا نام اسلام کہا جا سکتا ہے۔

یہاں پر اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ ہمارے آباؤ اجداد کا کیا قصور تھا؟ جسکے لئے اُنکو اُس صداقت سے محروم کر دیا گیا جو اپنے کمال کے ساتھ ہمارے حصہ میں آئی ہے ہم اس سوال کے جواب میں وہی عرض کرینگے جو پروفیسر میکسمولر نے اسیری نس کے اقوال میں سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں "جس طرح ماں اپنے بچے کے لیئے عمدہ سے عمدہ غذا پیش کر سکتی ہے مگر ایک شیر خوار بچہ اس قابل نہیں ہوتا کہ جوان مرد کی سی خوراک کھا سکے۔ اسی طرح خدائے تعالےٰ ابتدائے آفرینش کے وقت بھی صداقت کو پورے کمال کے ساتھ پیش کر سکتا تھا لیکن انسان ابھی اس قابل نہ تھا کہ اس سے متمتع ہو سکے کیونکہ اُسکی حالت تب محض ایک بچے کی سی تھی"۔

اسلام کے ظہور کا زمانہ

اب اگر اسلام کے نزول کا وقت دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ کامل صداقت کے اظہار کے لیئے مناسب و موزون تھا چنانچہ ایک نہایت مبقر

انسان لکھا ہے کہ " زمانہ خود بڑے آدمی پیدا کرتا ہے" اور یہ بات حقیقتاً صحیح و درست ہے کیونکہ جب کوئی مصلح آتا ہے وہ نئی اور چونکا دینے والی باتیں پیش کرتا ہے اور ایک جماعت پہلے سے اس نئے پیغام کو سُننے کے لیئے تیار ہوتی ہے۔ گویا کہ طاقتیں اور مصالح تو موجود ہوتے ہیں صرف انکو موزون مناسب مواقع پر استعمال کرنا اور ترتیب دینا باقی ہوتا ہے جو آنیوالا انسان نہایت آسانی اور عمدگی سے کر لیتا ہے۔ یہ انسان دراصل اپنے زمانہ کے بہترین عناصر کا عکس ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو بالکل نئی باتوں کا ناآشنا قلوب میں جگہ پکڑنا ایسا ہی محال ہوتا جیسا کہ غیر موزون زمین میں بیج کا اُگنا مشکل ہوتا ہے۔ پس اسلام عین ضرورت کے وقت اور بنی نوع انسان کی امیدوں اور خواہشوں کے مطابق ظہور پذیر ہُوا۔ کیونکہ اگر وقت موزون نہ ہوتا تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ اسلام اس سرعت کے ساتھ ترقی کرتا جسپر تاریخ کے صفحات آج تک شاہد ہیں۔ اور پھر اگر زمانہ غیر موزون ہوتا تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ قلیل عرصہ میں اسلام کی اشاعت حیرت انگیز اور بے نظیر کامیابی سے انجام پذیر ہوتی۔

اسمیں شک نہیں کہ اسلام کی تعجب خیز کامیابی نے اکثر دانایانِ فرنگ کو محوِ حیرت کر رکھا ہے اور بعض اصحاب اس بے نظیر کامیابی کے راز کی تلاش میں اسقدر سرگردان ہوئے ہیں کہ اُنکی نظر میں اس معمہ کا حل محض یہی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔

جائے تعجب ہے کہ یہ لغو اور بے معنی شکل بہت سے یورپین نکتہ چینوں نے بلا غور و خوض محض سماعی علم کی بنا پر اختیار کر رکھی ہے۔ حالانکہ یہ شکل محض پُر تعصب دماغوں کی اختراع ہے اور اس کا وجود تاریخ کے اوراق کی بجائے تخیلات کی کتاب میں ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ مذہب (جسکا تعلق دل سے ہے) کیونکر تلوار کی مدد سے اشاعت پا سکتا ہے؟ اور کسطرح انسانی قلوب محض موت کے خوف سے ہمیشہ کے لیئے تسخیر ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسا ہونا ممکنات سے ہو تو کم از کم ہمیں اسلام کی تاریخ میں ایسے نظائر کا پتہ نہیں چلتا۔

مضمون زیرِ قلم میں ہماری غرض ان الزامات کاذبہ کی تردید کرنا نہیں اور نہ ہی اسکی ضرورت ہے کیونکہ اسی میگزین کے صفحات میں "اشاعت اسلام" کے عنوان سے اس مضمون پر سیر کن بحث ہو چکی ہے۔ ہمیں یہاں صرف اسقدر بتانا ہے کہ اسلام نے کیوں اس قدر

حیرت انگیز سُرعت کے ساتھ ترقی کی؟ اور وہ کونسے اسباب تھے جو اس مذہب کی اشاعت میں اسکے ممد و معاون ہوئے؟ ان سوالات کا آسان جواب وہی ہے جو ہم ابھی دیکھ چکے ہیں وہ یہ کہ زمانہ اس تبدیلی کے لیئے تیار تھا۔ انسانی قلوب کی زمین نئے بیج کی نشو و نما کے لیئے موزونیت اور مناسبت اختیار کر چکی تھی۔ اُسوقت کے موجودہ مذاہب بنی نوع انسان کی روحانی ضروریات اور احتیاجات کے لیئے مکتفی نہ تھے اور ابنائے آدم اُسوقت کسی بہتر صداقت اور ارفع راستی کے متلاشی تھے۔ وہ پیاسے تھے اور جو ادیان اُنکے سامنے تھے وہ سراب کی مانند اُنکی پیاس نہ بجھا سکتے تھے اور ضرورت بلکہ اشد ضرورت تھی کہ میٹھے پانی کا ایک چشمہ نمودار ہوتا اور یہی وجہ تھی کہ جب

ع ناگہاں غیب سے اِک چشمۂ اصفیٰ نکلا ؛

تو بفحوائے

ع خُم کا خم مُنہ سے بصد حرص لگایا سب نے ؛

تمام دنیا اپنی پیاس بجھانے کے لیئے اسکی طرف دوڑی اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ وجود میں آیا۔ راستی کی طالب ارواح منتظر تھیں کہ وہ آنیوالے مطلوب کا خیر مقدم کریں۔ وہ آیا ہاں مقررہ وقت پر آیا۔ پورے جلال کے ساتھ آیا۔ قدوسیوں کی فوج کے ساتھ آیا۔ اُس نے کوہ صفا کی بلندیوں سے رنج و کرب میں مبتلا۔ دُکھ اور درد سے بھری ہوئی زندگی بسر کرنے والی دنیا کو امیدوں اور خوشخبری سے مملو پیغام سُنایا۔ یہ پیام کیا تھا؟ غمزدوں کو تسلی۔ دکھیا کو آرام۔ درماندوں کو راحت۔ پیاسوں کو پانی اور بھوکوں کے لیئے لذیذ خوراک تھی۔ اس لیئے آدم کے بچّے اسکی طرف دوڑے۔ اور اس طرح دوڑے جس طرح بھوکا مسافر روٹی کی طرف دوڑتا ہے۔ اُسکا پیام ایک کرنائے کی پکار تھی جسکی آواز پر لوگوں نے فوراً لبیک کہا اور جھٹ جمع ہو گئے۔ اُنکے بیقرار نفوس کو تسکین ہوئی اُنکے مضطر قلوب نے تسلّی حاصل کی آسمان سے باران رحمت کا نزول ہُوا اور روحانی قحط کا زمانہ آخرش ختم ہو گیا۔ گرسنہ مخلوق کو قرآن کریم کے الہام ربانی کے ذریعہ سیر کُن خوراک ملگئی۔ لوگوں نے جوق در جوق اسلام قبول کر لیا اور اپنی روحوں کو تباہی سے بچا لیا پس اسلام کی فوری اشاعت

کا باعث یہ تھا کہ وہ مقررہ وقت پر ضرورت کے مطابق آیا اور اہل ضرورت نے داعی اسلام کی آواز پر لبیک کہنے میں ہی اپنی نجات دیکھی۔

کامل مذہب کی خصوصیت

اب اگر اسلام وہی عالمگیر مذہب اور وہی کامل صداقت ہے جو خداوند تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ایک وقت مقررہ تک روک رکھی تھی اور اگرچہ اُسکی شعاعیں مشرق و مغرب میں وقتاً فوقتاً اپنی چمک دکھاتی رہی تھیں تاہم اُس نے اپنی پوری روشنی کے ساتھ تاحال روئے زمین پر طلوع نہیں کیا تھا۔ ہاں اگر اسلام وہی موعودہ 'سچائی' تھی جسے ایک سچائی کی روح نے لیکر آنا تھا اور اگر یہ وہی وعدہ دیا گیا نور تھا جس نے فاران کی چوٹیوں پر سے چمکنا تھا تو لاریب اسکے اصول اور اُسکی تعلیم عالمگیر ہونے چاہیئیں کامل مذہب کا یہ خاصہ ہونا چاہیئے کہ وہ (۱) بنی نوع انسان کے لئے موجب تسلّی ہو۔ (۲) ابنائے آدم کی بڑھتی ہوئی امیدوں اور اُٹھتی ہوئی امنگوں کو بڑھاوے اور سہارا دے۔ (۳) ہر طبقہ کے انسانوں کی روحانی گرسنگی کو دور کرنے کے قابل ہو۔ (۴) چونکہ تخصیص سے کمال میں نقص لازم آتا ہے لہٰذا کامل مذہب عالمگیر ہونا چاہیئے۔

پس اگر اسلام ایک کامل مذہب ہے تو اسکے ہر جزء میں عالمگیر تعلیم رونما ہونی چاہیئے۔ یعنی خواہ ہم مسئلہ الوہیت لیں خواہ شارع اسلام کی سوانح عمری پر ایک نظر ڈالیں خواہ قرآن کریم کی تعلیم کے کسی حصہ پر بحث کریں ہر جگہ عالمگیر اصولوں اور عالمگیر تعلیم کی جھلک ہونی چاہیئے۔

اب ہم ان تمام امور کو یکے بعد دیگرے لیتے اور ایک ایک کر کے انکی جانچ کرتے ہیں۔ سب سے اول ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے ذات باری معبود حقیقی کو کس طرح کن اوصاف سے اور کس شان سے پیش کیا ہے۔

مسئلہ الوہیت

اسلام نے خدائے تعالیٰ کو رب العالمین کے نام سے پکارا ہے جسکے معنی تمام عالموں کا ربّ ہوتے ہیں یعنی اسلام کا پیش کردہ خدا عرب و شام یا روم و ایران یا مصر و ہندوستان وغیرہ ممالک کا خدا نہیں بلکہ وہ تمام جہانوں کا خدا ہے

اور کل کرہ ارض کا آقا ہے۔ پھر وہ محض مسلمانوں ہی کا اللہ نہیں بلکہ مسیحیوں۔ بدھوں ہندوؤں۔ یہودیوں وغیرہم جملہ مذاہب کے پیروؤں کا خدا ہے اور چونکہ وہ مقامی یا قومی معبود نہیں اسلیئے اُسکی نظر میں اُسکی تمام مخلوق یکساں ہے اُسے اپنے تمام بندے عزیز ہیں اُسے کسی خاص ملت و قوم سے خاص رعایت ملحوظ نہیں اُسکے جود و سخا کا ہاتھ ہر فرد بشر کی طرف یکساں بڑھتا ہے اُس کی پیدا کردہ اشیاء سے مسلم و کافر ہر ایک یکساں متمتع ہوتا ہے۔ اُسکا سورج روشنی دیتے وقت کوئی تفریق نہیں کرتا اُس کا آسمان اُسکی زمین اُسکے ستارے اُسکے دریا اُسکی پیدا کردہ کھیتیاں اور اناج یکساں طرز پر مخلوق خدا کے کام آتے ہیں۔ اب جس طرح خداوند تعالیٰ نے انسان کی جسمانی ضروریات کے لیئے بلا تفریق رنگ و مذہب گوناگون سامان مہیّا کیئے ہیں اسی طرح اُس نے ہماری روحانی ضروریات کے لیئے بھی کافی اور ضروری سامان بہم پہنچائے ہیں۔ اور ہم کو موقعہ دیا ہے کہ ہم ان سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور رفتہ رفتہ قرب الٰہی کے اعلیٰ مدارج حاصل کریں۔۔ ۔۔اور بالآخر ہم کو اس امر کا علم ہو جائے کہ کس طرح ہم خدائے تعالیٰ کی رضا پر عمل کر کے اپنا مرنا اپنا جینا اپنا رہنا اور اپنا سہنا اُسکے منشاء کے مطابق کر سکتے ہیں اور جس طرح خدا کے عطا کردہ دنیوی اسباب سے متمتع ہو کر ہم شاہراہ ترقی پر گامزن ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ صداقت و راستی پر عمل پیرا ہو کر ہم روحانیت کے آسمان کی سیر کر سکیں اور اپنے خالق کے قرب میں جگہ حاصل کریں۔۔۔۔ اس موضوع پر مقدس پطرس نے نہایت ہی خوب فرمایا ہے اُنکا قول ہے کہ خدائے تعالیٰ کی نظر میں کوئی شخص خصوصیت نہیں رکھتا۔ البتہ جو کوئی اُس سے ڈرتا اور اعمال صالح بجالاتا ہے وہی اُسکی آنکھ میں شرف قبولیت حاصل کرتا ہے۔ اب یہی تعلیم اسلام کی ہے اور یہی ہے جو رُب العالمین کے پاک اسم اعظم سے مقصود ہے ہستی باری تعالیٰ اور مسئلہ اُلوہیت کے متعلق سردست ہم اسی قدر لکھنا کافی سمجھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ بعد میں اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی جائے گی اور نیز دکھایا جائیگا کہ اسلام نے جو صفات الٰہیہ پیش کی ہیں۔ وہ کامل اور پر از معارف و معانی ہیں اُنکے ماننے سے انسان بنی نوع انسان کی عالمگیر

اخوت اور خالق ارض و سما کی حقیقی ابوبیت کا قائل ہو جاتا ہے۔

شارع اسلام علیہ التحیات والسلام

اب ہم شارع اسلام علیہ التحیات والسلام کی ذات ستودہ صفات کی نسبت کچھ عرض کرتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ اسلام نے اگر خدائے تعالیٰ کو "رب العالمین" کے نام سے پکارا ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "رحمۃ للعالمین" کا گرامی خطاب عطا کیا ہے۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محمد رسول اللہ کہدے کہ اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

اب ان آیات سے صاف واضح ہے کہ اسلام نے جس طرح ایک مقامی یا قومی معبود پیش نہیں کیا بلکہ کُل جہانوں کے لیئے صرف ایک وحدہ لاشریک لہٗ رب العالمین خدا پیش کیا ہے اسی طرح جو مقدس انسان کامل سچائی کو دنیا کے سامنے رکھنے کیلیئے منتخب کیا گیا ہے اُسکو تمام جہانوں کے لیئے رحمت اور تمام انسانوں کے لیئے رسول قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایک اور جگہ قرآن کریم فرماتا ہے ما ارسلنٰک الا کافۃ للناس یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے محمد رسول اللہ! ہم نے تجھکو نہیں بھیجا مگر کُل لوگوں کے لیئے۔ یعنی اسلام عالمگیر مذہب ہے اور اسکا شارع محض ملک عرب یا شام کے لیئے رسول نہیں اور نہ ہی صرف بنی اسمٰعیل یا بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیئے مبعوث ہوا ہے بلکہ اُسکی رسالت کُل دنیا اور کُل اقوام عالم کیلیئے ہے لاریب اسلام کا لانیوالا نبی وہ نبی ہے جسکا تمام انبیاء آدم سے لیکر مسیح تک ذکر کرتے اور جسکی آمد کی خبر اپنی اُمتوں کو دیتے رہے تھے۔ اس نبی کی تعلیم عالمگیر اور اُسکا کلام جو احادیث میں محفوظ ہے نہ صرف عربی علم ادب کا زیور ہے بلکہ بنی نوع انسان کے لیئے اخلاقی تعلیم کی ایک مکمل کتاب ہے۔ اس پاک انسان کی زندگی بے عیب اور خصوصیت سے مطہر ہے وہ تمام انسانوں کے لیئے نمونہ اور تمام زمانوں میں پرہیزگار لوگوں کے لیئے قابل تقلید وجود ہے۔ اہل اسلام اپنے نبی کی ذات پر بجا فخر کرسکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تو درکنار اُنکے دشمن بھی اُس مقدس ہستی کی زندگی میں اُسے راستباز اور امین

سمجھتے اور آج بھی اُنکو دنیا کے بہادروں کی اوّل صف میں جگہ دیتے ہیں۔

اسلام کی مقدس کتاب

اسلام کے پیش کردہ خدا اور شارع اسلام کا مختصر ذکر کرنے اور یہ بتانے کے بعد کہ جس طرح اسلام کا خدا تمام زمینوں اور تمام مخلوق کا خدا ہے اسی طرح اس کا رسول بھی تمام جہانوں اور تمام بنی نوع انسان کیلئے رحمت ہے۔ ہم اب تیسری چیز کو لیتے ہیں اور وہ اسلام کی مقدس کتاب ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کی پاک کتاب یعنی فرقان مجید قرآن حمید بھی خدا اور رسول کی طرح عالمگیر عناصر سے پُر ہے۔ اور یہی کامل مذہب کا خاصہ ہونا چاہیئے تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی نسبت فرماتے ہیں یایّھا النّاس قد جاءتکم موعظة من ربّکم وشفاء لما فی الصدور یعنی اے انسانو! قرآن تمھارے رب کی طرف سے تمھارے لیئے ہدایت ہے اور تمھارے سینہ میں جسقدر بیماریاں ہیں ان سب کا علاج ہے۔ گویا قرآن کریم کو دعویٰ ہے اور صحیح طور پر دعویٰ ہے کہ یہ کتاب تمام زمانوں۔ تمام ملکوں اور تمام طبقوں کے انسانوں کے لیئے ہدایت کی کتاب ہے۔ اسمیں ہماری روزانہ زندگی اور دستور العمل کے لیئے مفید و کارآمد ہدایات ہیں اسمیں ہماری امراض کے لیئے شفا دینے والے نسخے اور راستی کی پیاسی ارواح کے لیئے آسمانی نور و دانائی کی باتیں مرقوم ہیں۔

اس کتاب کی خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسکی تعلیم پر عامل ہو کر لوگوں نے اسی دنیا میں بہشت حاصل کی ہے اور اس چشمہ حیوان سے آب حیات پی کر بہتوں نے خدائے تعالیٰ سے ہمکلام ہونیکی حیات جاوید سے بھی بڑھی ہوئی لذت و راحت حاصل کی ہے۔

خلاصہ

مذکورہ بالا سطور میں ہم نے بتایا ہی کہ چونکہ اسلام دوسرے مذاہب کے ساتھ رواداری اور ہمدردی کا برتاؤ سکھاتا ہی اور اسلام کی آمد مقررہ وقت پر اور لوگوں کی امیدوں کے مطابق ظہور میں آئی تھی اسلیئے پیاسی روحوں نے اس آب زلال سے اپنی پیاس بجھائی اور جوق در جوق اسلام قبول کرلیا۔ پھر ہم نے یہ بتایا ہے کہ اسلام کامل مذہب ہونیکا مدعی ہی اور اس دعویٰ کیلیئے ہم نے دکھایا ہی کہ اسلام کا پیش کردہ خدا۔ اسکا رسول اور کتاب ہر ایک اپنے اندر عالمگیر تعلیم کے عناصر رکھتے اور اسلیئے اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس مضمون کے دوسرے نمبر میں ہم انشاء اللہ یہ دکھائینگے کہ اسلام کے تمام اصول اور قرآن کریم کی جملہ تعلیم کامل اور عالمگیر ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

سالانہ جلسہ پر ایک بشارت

Digitized by Khilafat Library

جلسہ سالانہ پر آنیوالے احباب اور الفضل کے ناظرین اس امر سے آگاہ ہو چکے ہونگے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سیدنا فضل عمر کی دعاؤں پر توجہ کی ہے اور احمدیت کا بیج سرزمین مغرب میں بو دیا ہے۔

حضرت کو اس بات کا قلق تھا کہ تاحال کیوں کسی یوروپین نے احمدیت کو قبول نہیں کیا اور اضطراب تھا کہ آیا واقعی احمدیت کو چھوڑ کر بھی اسلام پیش ہو سکتا ہے؟ اس حالت اضطراب میں حضور نے دعا کی کہ مولا! اگر تیری نظر میں احمدیت ہی اسلام ہے تو جلسہ سے پہلے کوئی نشان دکھلا۔ چنانچہ ۲۵- دسمبر کو احمدی مبلغ اسلام چودھری فتح محمد صاحب کا مفصلہ ذیل تار آیا:-

Corio becomes ahmadi muslim.

یعنی مسٹر کوریو احمدی مسلمان ہوتے ہیں اس خبر پر ہم سجدہ شکر بجالائے اور بجالاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بہت جلد مغرب سے طلوع شمس کریگا اور احمدیت کی اشاعت سے بے شمار "مبلغین اسلام" پیدا کریگا جو احمد کا پیش کردہ زندہ اسلام دنیا کے سامنے رکھیں گے اور مردہ جہان کو زندگی کا پانی پلائیں گے۔

ہمارا نیا بھائی اب ہم ذیل میں اپنے نیئے بھائی مسٹر کوریو کے مختصر حالات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو صاحب موصوف نے براہِ نوازش خود لکھ دیئے ہیں انکا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "میری عمر اسوقت ۲۹ سال کی ہے۔ مَیں سالازو واقعہ شمالی اٹلی میں پیدا ہوا تھا جو آسٹریا کی سختی کا ہدف اور مشہور محب وطن بلوپولیرو کا مولد ہے۔ میرے والد بزرگوار کو بھی اُس زمانہ کے دوسرے وطن پرستوں کی طرح تنگی اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تاہم وہ اطالیہ کے اتحاد و عظمت کے لیئے سرگرمی سے کام کرتے رہے میرے والد صاحب اپنی ادھیڑ عمر تک رومن کیتھلک طریق کے مجرّد پادری رہے مگر بعد میں اُنہوں نے شادی کر لی۔

اُسوقت ہمارے ملک میں دستور تھا اور اب بھی ایک حد تک یہ دستور موجود ہے کہ جن شرفا

کی مالی حالت گری ہوتی ہے وہ اپنے ایک بیٹے کو گرجا کی نذر کر دیتے ہیں اور اُسکی تعلیم تربیت گرجا کے زیر نگرانی ہوتی ہے (چنانچہ میری تعلیم اسی صورت سے عمل میں آئی ہے)

ہمارے خاندان کے مورث اعلیٰ برنارڈ ینوکوریو ساکن میلان تھے یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اطالوی زبان میں سب سے پہلے تاریخ لکھی اور ایک نامور اطالوی مورخ کا درجہ حاصل کیا۔ ہمارے خاندان میں دو ایسے بزرگ بھی گذرے ہیں جنکو مقدس گرجا میں خاص اعزاز حاصل تھا۔

ہماری تمام خاندانی جاگیر فرانسیسی قبضہ کے وقت ۱۸۰۰ء میں ضائع ہوگئی اور اس جائداد کے چھن جانے کے ساتھ ہی اگر لفظاً نہیں تو عملاً ضرور ہمارا 'کونٹ' کا موروثی خطاب جاتا رہا خاندان کی اس تنگ حالت اور بچپن ہی میں والدین کا سایہ عاطفت اُٹھ جانے سے میری زندگی غیر معروف طور پر گذری ہے۔ مجھے اوائل عمر میں ہی اپنی فکر آپ کرنی پڑی۔ میں نے تجربہ حاصل کیا مگر ساتھ ہی اپنی دنیوی کامیابی کے مواقع کو ہاتھ سے دیتا رہا۔

مَیں نے زندگی میں غلطیاں بھی کیں اور کون ابن آدم ہے جس سے فروگذاشتیں نہیں ہوئیں مگر مجھے بعض ایسے امور پیش آئے ہیں جنکو مَیں اپنے لیئے باعث فخر سمجھتا ہوں مَیں اُن میں سے بعض واقعات محض اسلیئے عرض کرتا ہوں کہ ان سے میرے رجحان قلب کا پتہ چل جائے۔

جب مَیں اپنے وطن اٹلی میں فوجی خدمت کا زمانہ گذار رہا تھا تو ایک موقعہ پر میری رجمنٹ کو حکم ہوا کہ کسانوں کی ایک سٹرائک کا جبراً خاتمہ کرے۔ اس حکم کے سننے پر مَیں نے کہدیا کہ مَیں اپنے غریب ہموطنوں پر فائر نہیں کرسکتا۔ اسپر میرا کورٹ مارشل ہُوا اور مجھے بقیہ زمانہ خدمت کے ۱۸ ماہ ایک زیر ضبط ٹپالین میں گذارنے پڑے۔

جب اطالیہ نے طرابلس اور بارقہ پر قبضہ کر لیا تو مَیں ہی ایک ایسا اطالوی تھا جس نے حکومت کے اس ناجائز فعل پر صدائے احتجاج بلند کی اور انگریزی اخبارات میں مضمون لکھے۔

آخر میں مَیں یہ عرض کیئے دیتا ہوں کہ میرا موجودہ کاروبار اخبار نویسی ہے اور اسی پر میرا گذارہ ہے مَیں اٹلی۔ فرانس اور انگلستان کے روزانہ اخبارات میں مضامین لکھتا رہتا ہوں جو میرے دستخطوں کے بغیر شائع ہوتے رہتے ہیں!! یہ ہے ہمارے نئے بھائی کی

مختصر سوانح - اور ہم خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ پہلا یوروپین احمدی نہ صرف عالی خاندان - صاحب علم - زباندان اور قابل اخبار نویس ہے بلکہ وہ اظہار حق کے لیئے نڈر اور دنیوی نقصان کی خاطر ضمیر فروشی کو ایک گناہ سمجھنے والا انسان ہے - اللہ تعالیٰ انکو عمر دے استقامت دے تبلیغ کا جوش دے - آمین ثم آمین -

ریویو

اسرار نہانی ابو احمد رحمانی محولہ بالا نام کا رسالہ حکیم خلیل احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مونگیر کی ایک تازہ مگر عجیب تصنیف ہے جسمیں محمد علی کانپوری عرف ابو احمد رحمانی مقیم مونگیر دشمن سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ولایت اور مجددیت کی حقیقت کا پردہ فاش کیا ہے ؛

علاوہ دیگر دلچسپ اور مفید باتوں کے ان کے وہ عجیب و غریب خواب بھی درج کیئے ہیں - جن سے مصنوعی مجدد صاحب کی ولایت اور مجددیت کی حقیقت کا راز کھل جاتا ہے - ان کے خوابوں کی جو تعبیریں حکیم مولوی خلیل احمد صاحب نے کی ہیں - ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ظاہر ہوتی ہے - ۶۸ صفحہ کا رسالہ ہے - مضمون کی دلآویزی الفاظ کی چستگی ایسی ہے جسکو پڑھنے ہی سے تعلق ہے - ابتدائے کتاب میں دعا ہے - جسکو پڑھکر دل سے آمین نکلتی ہے پھر شروع کتاب میں ایک مقدمہ ہے - جو نہایت مفید اور اپنے طرز پر نرالا ہے - صفحہ ۳۴ و ۳۵ پر فارسی عبارت نہایت لطیف ہے - صفحہ ۴۵ و ۶۰ خاصکر قابل دید ہے - غرضکہ مجموعی حیثیت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ نہایت زوردار الفاظ میں ہے - ہم سفارش کرتے ہیں - کہ احباب اس رسالہ کو ضرور خریدیں اور پڑھیں - قیمت رعایتی ۲ر ہے ؛

ملنے کا پتہ

محمد یٰسین صاحب تاجر کتب قادیان دارالامان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

یا بابو محمد عبدالعزیز صاحب محاسب انجمن احمدیہ مونگیر

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء

تعلیم: فیس داخلہ	فیس بورڈنگ	چندہ	عید فنڈ	انگریزی	ارضیات	صنعتی	متفرق	میزان	تنخواہ	عملہ	سائر	عمارت بورڈنگ	امور مذہبی	فیس ...	سکول	وظائف	صنعتی	ارضیات	میزان خرچ	باقی	امانت: اندرونی	بیرونی
[illegible] ۰۳/	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۶/	[illegible] ۰۵/	[illegible] ۳/ ۱پ	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۰۱۲/	[illegible] ۶/	[illegible] ۹/ ۱پ	[illegible] ۸/ ۵پ	[illegible] ۰۱۳/	[illegible] ۰۳/	[illegible] ۳/	[illegible] ۱۰/	[illegible]	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۰۶/	[illegible]	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۰۱۵/	[illegible] ۰۵/	[illegible] ۰۱۲/

مدرسہ احمدیہ: چندہ	فیس بورڈنگ	وظائف	متفرق	میزان	فضل ...	عملہ	عمارت بورڈنگ	سائر بورڈنگ	وظائف	میزان	فاضل	تعمیر: ...	...	...	میزان	خرچ	عملہ	...	...	میزان	باقی
[illegible] ۸/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۸/	[illegible] ۱۵/ ۱پ	[illegible]	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۲/	[illegible] ۱/	[illegible] ۱/	[illegible] ۸/ ۱پ	[illegible] ۸/	[illegible] ۰۸/	[illegible] ۹/	[illegible] ۰۹/	[illegible] ۵/ ۱پ	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۰۹/	[illegible] ۰۹/	[illegible] ۵/ ۱پ

اشاعت اسلام: امانت	انگریزی	اردو	...	ترجمۃ القرآن	متفرق	میزان	تنخواہ	عملہ	انگریزی	اردو	...	...	انگریزی	سائر	میزان	باقی	مساکین: چندہ	...	میزان	تنخواہ	خرچ	باقی	مستقل فنڈ
[illegible] ۰۶/	[illegible] ۲/	[illegible] ۳/	[illegible] ۳/	[illegible] ۵/	[illegible] ۷/	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۱۵/ ۵پ	[illegible] ۰۷	[illegible] ۲/	[illegible] ۵/	[illegible] ۶/	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۱/	[illegible] ۸/	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۱۴/ ۸پ	[illegible] ۳/	[illegible]	[illegible] ۳/	[illegible] ۶/ ۵پ	.	[illegible] ۹/ ۸پ	[illegible] ۰۲/

مقبرہ: حصہ آمد	وصایا	...	...	متفرق	میزان	تنخواہ	دفتر مقبرہ	ساجد	تبلیغ	...	...	...	...	میزان	باقی	زکوٰۃ: چندہ	تنخواہ	میزان	وظائف	متفرق	میزان	باقی
[illegible] ۰۱۱/	[illegible] ۱۵/	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۸/	[illegible] ۰۲/	[illegible] ۹/ ۱پ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱۲/	[illegible]	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۹/	[illegible] ۲/ ۷پ	[illegible] ۹/	[illegible] ۰۱۴/	[illegible] ۰۱۳/	[illegible] ۰۱۳/	[illegible] ۰۲/	[illegible]	[illegible] ۰۱۳/

مد	ماہ	رقم
متفرقات	نومبر	[illegible]
	دسمبر	[illegible]
	جنوری	[illegible]
	فروری	[illegible]
	مارچ	[illegible]
	اپریل	[illegible]
	مئی	[illegible]
	جون	[illegible]
	جولائی	[illegible]
	اگست	[illegible]
	ستمبر	[illegible]
	اکتوبر	[illegible]
بیت المال	نومبر	[illegible]
	دسمبر	[illegible]
	جنوری	[illegible]
	فروری	[illegible]
	مارچ	[illegible]
	اپریل	[illegible]
	مئی	[illegible]
	جون	[illegible]
	جولائی	[illegible]
	اگست	[illegible]
	ستمبر	[illegible]
	اکتوبر	[illegible]
یتامی	نومبر	[illegible]
	دسمبر	[illegible]
	جنوری	[illegible]
	فروری	[illegible]
	مارچ	[illegible]
	اپریل	[illegible]
احمدیہ	مئی	[illegible]
	جون	[illegible]
	جولائی	[illegible]
	اگست	[illegible]
	ستمبر	[illegible]
	اکتوبر	[illegible]
بورڈران	نومبر	[illegible]
	دسمبر	[illegible]
	جنوری	[illegible]
	فروری	[illegible]
	مارچ	[illegible]
	اپریل	[illegible]
	مئی	[illegible]
	جون	[illegible]
	جولائی	[illegible]
	اگست	[illegible]
	ستمبر	[illegible]
	اکتوبر	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم دسمبر ۱۹۱۴ء کو

تعلیم	۹۹۷۷-۱۵-۹
اشاعت	۱۷۰۳-۱۴-۸
مقبرہ	۱۳۹۲-۲-۷
مساکین	۳۴۱۱-۹-۸
زکوٰۃ	۳۹۵۰-۱۳-۹
بورڈران ہائی	۱۹۵۱-۱۰-۳
" احمدیہ	۳۳-۱۴-۹
امانت اندرونی	۳۵۶۳-۵-۹
" بیرونی	۸۸۱-۱۲-۹
مستقل فنڈ	۳۹۱۴-۲-۶
میزان	۳۰۷۸۱-۶-۵
منہائی فاضل	۲۲۳۰۰-۰-۶
	۸۴۸۱-۵-۱۱
منہائی پیشگی	۸۴۳۵-۱۰-۳
	۴۵-۱۱-۸

فاضل صیغہ جات یکم دسمبر ۱۹۱۴ء کو

مدرسہ احمدیہ	۳۴۱۷-۸-۱۰
بیت المال	۹۵۳۶-۱۵-۵
تعمیر	۳۸۷۲-۵-۱۱
یتامی	۸۶۵-۱۱-۲
متفرقات	۴۶۱۷-۷-۲
	۲۲۳۰۰-۰-۶

تفصیل پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۱۶۲۰-۱۴-۰
بیت المال	۴۲۴-۰-۰
مقبرہ	۴۷۲-۱-۹
تعمیر	۴۴۷۳-۱۰-۶
مدرسہ احمدیہ	۶۰۰-۰-۰
اشاعت	۳۰۰-۰-۰
متفرقات	۵۴۵-۰-۰
	۸۴۳۵-۱۰-۳

محمد اشرف
ناظر

خلیفہ رشید الدین
محاسب

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا

(وحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ایک اور نشان

'زلزلہ کا دھکہّ'

سُن اے غافل دنیا! کان دھر اے مادہ پرست جہان کان دھر!! کیونکہ خداوند خدا تمام جہانوں کا خدا محمد رسول اللہ صلعم کا خدا ہاں محمد رسولؐ کے بروز مسیح موعودؑ کا خدا اپنے وعدہ کے مطابق بڑے زور آور حملوں سے' اپنے رسول اور اپنے فرستادہ 'نذیر' کی 'سچائی ظاہر' کر رہا ہے۔ بدقسمت دنیا! تو نے اُسے وقت پر 'قبول' نہ کیا لیکن خدا نے اُسے قبول کیا اور جن باتوں کی اُسے قبل از وقت خبر دی تھی آج اُنہیں پورا کر کے دکھا رہا ہے۔ اُس نے فرمایا تھا:۔

"خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ .... (وہ) آئیں گے۔ بعض اُنمیں قیامت کا نمونہ ہونگے اور زمین پر اسقدر سخت تباہی آئیگی کہ اُس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائینگے۔ کہ گویا کبھی آباد ہی نہ تھے۔" پھر فرمایا "وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفتیں ظاہر ہونگی۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷

اب وہ جو آنکھ رکھتا ہے دیکھے اور وہ جو دل رکھتا ہے غور کرے اور وہ جو دماغ رکھتا ہے سوچے اور معلوم کرے کہ کس طرح خدائے قدوس اپنے فرستادہ کی صداقت ظاہر کر رہا ہے۔ دنیا ایک عالمگیر تباہ کن جنگ میں مصروف ہے 'رود بار' کے کناروں پر 'آبِ رود بار' کی طرح خون کی ندیاں' چل رہی ہیں کارپیتھین اور ایلپس کے سبز کوہساروں سے نکلنے والے 'آبِ رواں' 'مردوں' کے خون سے شراب انجبار' کی طرح سرخ ہیں۔ آراس۔ البرٹ۔ ٹرمانڈے۔ میلانس اور لووین کی اور بے شمار دیہات و شہروں کی تباہی بتا رہی ہے کہ خدا کا کلام نقطہ بہ لفظ پورا ہو رہا ہے اور یہ سب ایک خطرناک سیاسی زلزلے کے دھکے سے وقوع میں آرہا ہے۔ اور جس طرح کرشن کے زمانہ میں مہابھارت کا خونریز ہنگامہ ہوا اُسی طرح کرشن ثانی کے زمانہ میں دنیا کو پہلے سے بھی بڑی مہابھارت سے دوچار ہونا پڑا ہے۔

ممکن تھا کہ ظاہر پرست دنیا اس زلزلے کو زلزلہ نہ سمجھتی اور دیکھتے ہوئے نہ دیکھتی اسلیئے خدا نے چاہا کہ ظاہری طور پر بھی ایک زلزلہ لائے جو اپنی نظیر آپ ہو اور سوتوں کو جگا کر اپنے نذیر کی 'سچائی' پر شاہد کرے چنانچہ ریوٹر کی تازہ ترین تاروں نے جس زلزلہ کی خبر دی ہے وہ مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک نشان اور ابھی تک نور ایمان سے بے بہرہ

رہنے والے قابل رحم نفوس کے لیئے تازیانہ عبرت ہے۔ تاروں کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"اٹلی میں ہولناک زلزلہ" روما ۱۴۔ جنوری۔ انکونا سے نیپلز تک ایک تیز زلزلہ آیا ہے۔ ہزاروں آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور مقدس پولوس کا ۲۰ فٹ اونچا بت جو لیٹرن واقع روم میں سینٹ جان کے گرجے کی چھت پر نصب تھا وہ گر کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ (بعد کی تار) شہر ایویزینو بالکل تباہ ہو گیا ہے اور اسکے قرب وجوار کا علاقہ تباہی و بربادی کا ایک خوفناک منظر بن گیا ہے۔ (بعد کی تار) زلزلہ کی وجہ سے روما میں بہت ہراسانی اور پریشانی رونما ہے۔ (بعد کی تار) ایویزینو کے زلزلہ سے بچا ہوا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ جب زلزلہ کا دھکا لگا۔ تو ہر ایک چیز ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ کھنڈرات سے گرد و غبار کے بڑے بڑے بادل اٹھے۔ مردوں میں حاکم شہر کا تمام عملہ۔ عدالتوں اور گورنمنٹ کے دفاتر کے جملہ ملازمین میونی سپل کمشنر۔ اور قلعہ گیر فوج کے قریباً یکصد سپاہی سب کے سب بندوقچی تھے۔ اور جو لوگ بچے ہیں وہ بالکل حواس باختہ ہیں اور بات نہیں کر سکتے۔ (بعد کی تار) پوپ نے سینٹا ماریہ کے ہسپتال کا معائنہ کیا ہے جہاں کہ زلزلے کے زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ ۱۸۷۰ء کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ پوپ اپنے محل سے باہر نکلا ہے۔ (بعد کی تار) ڈاکٹر عامل بنو شاہ اٹلی جس نے اپنے زمانہ کے تمام زلزلوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ بیان کرتا ہے کہ موجودہ زلزلہ پہلے تمام زلزلوں سے بڑھکر ہے۔ میسینا کا زلزلہ بھی اس سے پیچھے ہے کیونکہ میسینا کے زلزلہ میں ۳۰ فیصدی آدمی زندہ رہے تھے لیکن موجودہ زلزلہ میں صرف ۴ فیصدی آدمی بچے ہیں۔ ایسا سخت زلزلہ پہلے دنیا میں کبھی نہیں آیا۔ (میسینا کے زلزلہ کی نسبت یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ یہ زلزلہ پہلے تمام زلزلوں سے جنکی تاریخ گواہی دیتی ہے بڑھکر ہے اور پادری نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ امید نہیں کہ اس سے بڑھکر آیندہ کبھی کوئی زلزلہ آئے (ایڈیٹر) زلزلہ سے جو لوگ دب گئے ہیں یا محصور ہیں انکی بچاؤ کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ مصیبت اور تکالیف اس سے بھی بدتر ہیں جنکا خاکہ ڈانٹی نے اپنی تصانیف میں نقشہ کھینچا ہے۔ کھنڈرات میں سے آوازیں سنی گئی ہیں اور بعض جگہوں پر نشان لگائے گئے ہیں مگر ممکن نہیں کہ بچانیوالے وقت پر پہنچ سکیں اور وہ ان کو نکال سکیں۔ بہت سے لوگ گردے کے اندر بیہوش پائے گئے اور بہت سے سردی کی وجہ سے اکڑے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ آگ جگہ جگہ لگ رہی ہے اور اس طرح مصیبت میں اور اضافہ ہو رہا ہے۔ آگ کے بجھانے کیلیئے پانی ناکافی ہے۔"

پس مبارک ہے وہ جو اس انذار سے فائدہ اٹھائے اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرے۔ دیکھو! جو مومن ہے وہ اپنے ایمان کو مضبوط کرے جو مومن نہیں وہ بہت جلد ایمان لائے اور موت سے پہلے اپنے اوپر موت وارد کرے تاکہ اس کا نام آسمان پر زندوں میں لکھا جائے کیونکہ اب زندہ وہی ہے جو مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہو کر زندہ خدا زندہ رسول اور زندہ اسلام پر ایمان لاتا ہے۔ بیادرد توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اس میں داخل ہو جاؤ ورنہ وہ دن دور نہیں کہ اس سے بھی بڑھکر بلاؤں کا سامنا ہو۔ موجودہ زلزلہ اور آفات پہلے زلزلوں سے بڑھکر ہیں اور آیندہ آنیوالے عذاب ممکن ہے کہ انسے بڑھکر ہوں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وما نریھم من آیة الا ھی اکبر من اختھا و اخذنٰھم بالعذاب الالیم۔ (ترجمہ) اور ہم انکو کوئی نشان (عذاب) نہیں دکھلاتے مگر وہ اپنے ہم جنس (عذاب) سے (جو پہلے آچکا ہوتا ہے) بڑا ہوتا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ جو آج توبہ کریں اور مسیح موعودؑ پر ایمان لائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

قاعدہ یسّرنا القرآن

نو ترمیم

یہ قاعدہ جسقدر مفید اور مقبول ثابت ہوا ہے محتاج بیان نہیں۔ عام طور پر کئی کئی سال تک بچوں کی عمر بس ضائع ہوجاتی تھیں اور قرآن شریف ختم نہیں ہوتا تھا۔ اور جو کسی بچے نے قرآن شریف ختم بھی کیا تو ایسا کہ دوبارہ پڑھاؤ تو ایک سطر رواں اور صاف نہیں پڑھ سکتا۔ مگر اس قاعدہ کے پڑھانے سے ایک بچہ چھ ماہ میں قرآن شریف ختم کرلیتا ہے۔ اور اسمیں اسقدر طاقت پیدا ہوجاتی ہے کہ عربی کی کوئی کتاب جسپر اعراب دیئے ہوں بلا تکلف پڑھ لیتا ہے۔ اس قاعدہ کے چار ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئے۔ مصنّف صاحب قاعدہ مذکور نے نہایت محنت اور جانفشانی سے سابق قاعدہ میں ترمیم کرکے بہت سی مفید باتیں اور ایزادگی ہیں اور جابجا استاذہ کے لیئے کارآمد نوٹ دیئے ہیں۔ لکھائی اور چھپائی عمدہ ہے۔ کاغذ بھی اعلیٰ لگایا گیا ہے۔ جو احباب اپنے عزیز بچّوں کو صحیح قرآن شریف پڑھانے کے خواہشمند ہوں۔ وہ یہ قاعدہ شروع کروائیں۔

قیمت ۲ر صرف حصہ اوّل۔ر

پارہ الٓمّٓ مترجم ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض۔ قیمت ۳ر

درخواستیں بنام مینیجر میگزین۔ قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں

ضرورت

جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کا اردو ریویو اور جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کا انگریزی ریویو مطلوب ہے۔ جن صاحبان کے پاس ہوں اور وہ دفتر کو عنایت کر سکتے ہوں تو مفت یا قیمتاً عطا فرماکر ممنون فرماویں۔ شکریہ کے ساتھ لیئے جاوینگے۔ یا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جو پرچہ اُنکے پاس نہ ہو اُس سے تبادلہ کیا جاسکتا ہے۔

خاکسار محمد نصیب اسسٹنٹ مینیجر ریویو قادیان

اطلاع:- جن خریداران کا سال جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ ان کے نام فروری کا ریویو انشاءاللہ تعالیٰ وی۔ پی آئیگا۔ جو صاحب اسوقت وی۔ پی وصول کرنے کے لیئے تیار نہ ہوں وہ فی الفور دفتر میں اطلاع دیں تا وی۔ پی روکا جاوے۔

(مینیجر ریویو)

Reg. NO. L. 303

Digitized by Khilafat Library

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن

سنہ ۱۹۱۵ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلاقیمت و محصولڈاک قدر دانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیجدیجئے۔ جنتری بواپسی ڈاک آپ کی خدمت میں روانہ کردیجائیگی۔

تندرستی کی گفتگو

اپنی اپنی صحت کو درست رکھنے کیلیئے امیر سے غریب تک فکر میں رہتے ہیں اور اپنی من مانی جسکو جیسی سوجھتی ہے ویسا ہی کرتے ہیں۔ دولتمند گھی۔ دودھ۔ میوہ۔ وغیرہ کھاتے ہیں اور قیمتی دوا کی تلاش کرتے ہیں۔ غریب کم خرچ جڑی۔ بوٹی۔ اور چٹکلے کھوج میں رہتے ہیں۔ اس جاڑے کے موسم میں ایسے مقویات کا کھانا بھی نہایت مفید ہوتا ہے کیونکہ اس موسم میں ہر چیز مریض کے موافق ہوتی ہے اس فکر اور دقت کو دور کرنیکی نہایت ہی آسان ترکیب ہے جسمیں نہ تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور نہ اسقدر طاقت سے باہر خرچ ہے وہ ڈاکٹر ایس کے برمن کی مقوی باہ کی گولیاں ہیں۔ آپ بھی آزمائش کرکے دیکھیئے۔ یہ بھوک کو بڑھاتی ہیں۔ اور خون کو نیا پیدا کرتی ہیں۔ جوانی کی بے اعتدالیوں کی وجہ جو خرابی ہو۔ اور جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہو۔ یہ سب شکایتیں دور کرکے اور نیا جوش پیدا کرتی ہیں۔

اگر آپ آزمائش کرنا چاہیں تو

ایک لفافے کے اندر دو پیسے کا ٹکٹ اور دس شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام و پورا پتہ لکھکر ساتھ ہی اُسکے اس اشتہار کو بھیجدیجئے۔

نمونہ مفت بذریعہ ڈاک کے بھیجدیا جاویگا۔ قیمت ۴۰ گولیونکی ایک شیشی ایک روپیہ عہ محصولڈاک پانچ آنہ ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مطبع میگزین قادیان میں منشی محمد نصیب پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپکر صدر انجمن احمدیہ قادیان